ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی*

سیرت النبی شبلی کا ایک اہم ترین ماخذ شرح زرقانی

زرقانی (محمد بن عبدالباقی، م ۱۰۵/۱۶۴۵- ۱۱۲۲/۱۷۱۰) اصلاً قسطلانی (ابوالعباس احمد بن محمد، ۸۵۱/۱۴۴۸- ۹۲۳/۱۵۱۷) کے شارح ہیں، اور ان کی شرح المواہب اللدنیہ امام قسطلانی کی تالیف کبیر المواہب اللدنیہ کی شرح۔ دونوں اپنے اپنے زمانے میں عظیم ترین محدثوں اور سیرت نگاروں میں سے تھے۔ شبلی نے مقدمہ سیرۃ النبی میں امام قسطلانی اور ان کی کتاب سیرت کے بارے میں لکھا ہے:

> مواہب لدنیہ مشہور کتاب ہے اور متاخرین کا یہی ماخذ ہے۔ اس کے مصنف قسطلانی ہیں، جو بخاری کے شارح ہیں، حافظ ابن حجر کے ہم رتبہ تھے۔ یہ کتاب اگرچہ نہایت مفصل ہے لیکن ہزاروں موضوع اور غلط روایتیں بھی موجود ہیں۔

شارح زرقانی کے باب میں تبصرہ شبلی ہے:

> زرقانی علی المواہب، یہ مواہب لدنیہ کی شرح ہے اور حقیقت یہ ہے کہ سہیلی کے بعد کوئی کتاب اس جامعیت اور تحقیق سے نہیں لکھی گئی، آٹھ ضخیم جلدوں میں ہے اور مصر میں چھپ گئی ہے۔ [1]

سردست شبلی کے تبصروں میں ایک کی تصحیح اور تحقیق کرنی ضروری لگتی ہے کہ قسطلانی کی المواہب اللدنیہ سے زیادہ زرقانی کی شرح المواہب متاخرین کا اصل ماخذ ہے، شبلی گرامی نے متون سیرۃ النبی میں اور حواشی جلدین میں قسطلانی کا حوالہ کم دیا ہے اور ایسا ہی ان دو جلدوں کے اشاریہ سازوں نے کیا ہے، البتہ زرقانی کے حوالے خاصے ہیں۔

---

* پروفیسر، صدر، ڈائریکٹر (سابق) ادارہ علوم اسلامیہ وشاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

۱۔ سیرۃ النبی، یادگار ایڈیشن دارالمصنفین، اعظم گڑھ ۲۰۱۴ء، ج ۱، ص ۲۶: مقدمہ سیرت۔ نیز کتاب خاکسار، مصادر سیرت نبوی: قاضی پبلشرز نئی دہلی ۲۰۱۶، ۱: سہیلی کے لیے۔ ج ۲، ص ۱۷۳-۲۱۶ قسطلانی وزرقانی کے لیے۔

سہیلی کی شرح الروض الانف کا طریقہ شرح اپنی اصل کتاب و مصدر ابن ہشام کی السیرۃ النبویہ کے ابواب و مباحث کا باب بہ باب پابند ہے۔ مطبوعہ طباعات الروض الانف میں اوپر کے حصے میں ابن ہشام/ابن اسحاق کا متن اپنی روایتِ یکائی سے دیتے ہیں، اور خط فاصل کے تحت شرح مبحث بہ مبحث کرتے ہیں۔ وہ ان تمام مباحث و شروح میں متونِ مصدر کی سیرتی تشریح و تعبیر کے علاوہ ان میں وارد امور و مسائل کی بھی شرح کرتے جاتے ہیں۔ قسطلانی کی کتاب المواہب الدنیہ کا طریق نگارش عام تاریخی و توقیتی طریق کے خلاف یا اس سے جداگانہ ہے کہ وہ سیرتی مباحث کے دو حصے کرتے ہیں۔ وہ دراصل اپنی کتاب سیرت کو ایک قاموس سیرت بنا کر اسے دس "مقاصد" میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلے دو مقاصد میں وہ سیرت نبوی کے تمام تاریخی مباحث کو سمو دیتے ہیں۔ بقیہ آٹھ مقاصد شمائل نبوی، اسراو معراج، مرتبت و عظمت نبوی، محبت و اتباع نبوی، طبِ نبوی، عبادات نبوی اور عنایات الٰہی سے بحث کرتے ہیں۔ ان سب میں بلاشبہ سیرت نبوی کے مباحث ہیں، لیکن اصلاً اولین مقاصد کا تعلق سیرت مطہرہ سے ہے اور بقیہ کا متعلقات و اطراف سیرت سے۔ شارح زرقانی نے اپنے امام اور ان کے مصدر کے ایک ایک کلمے، جملے اور روایت کی تشریح کی ہے۔ وہ متن کتاب کو قوسین میں نقل کر کے اس کی تشریح کرتے ہیں۔ اپنی شرح بسیط میں وہ بہت سی معلومات، قیمتی تفصیلات اور علمی مباحث متعدد کتابوں سے اور مختلف اماموں سے نقل کرتے ہیں، اور اسے دائرہ معارف اسلامیہ بنا دیتے ہیں۔

مقدمہ سیرت النبی میں زرقانی

متعدد قدیم و متاخر اور جدید سیرت نگاروں کا ایک طریقہ حوالہ یہ ہے کہ وہ اپنے مواد و معلومات تو کسی اور ماخذ سے لیتے ہیں اور حوالہ کسی اور کا دیتے ہیں۔ اس باب میں جدید سیرت نگاروں کے محققین کرام اور ان سے زیادہ سہل انگاروں بل کہ امام ابن خلدون کے بہ قول "بلید ناقلوں" نے کمال حاصل کیا ہے۔ شبلی نے بسا اوقات مقدمہ سیرت میں اور متن سیرۃ النبی میں مواد زرقانی سے لیا اور حوالہ کسی اور کا دیا۔ یہ بھی امکان ہے کہ شبلی کا حوالہ بعض مقامات پر بالکل صحیح ہو، مگر حواشی نگاروں نے ان کے ماخذ کے بہ جائے زرقانی یا کسی اور متاخر کتاب کا دے دیا۔ وجہ معلوم ہے کہ وہ ماخذِ شبلی سے اخذ و اکتساب نہیں کیا گیا۔ شبلی کا مقدمہ سیرت میں ایک بیان خاصا خطرناک اور غلط انداز ہے کہ سیرت کی کتابوں میں بہت سی روایتیں صحیح حدیثوں کے خلاف درج ہو گئی ہیں، لیکن چوں کہ ان کی تصانیف پھیل چکی تھی اس لیے

اصلاح نہ ہوسکی۔ حافظ ابن حجرؒ ایک موقع پر دمیاطی کا ایک قول نقل کر کے لکھتے ہیں کہ "اکثر واقعات جن میں دمیاطی نے اہل سیر کی موافقت اور صحیح حدیثوں کی مخالفت کی تھی، اپنی رائے سے رجوع کیا لیکن چوں کہ کتاب کے نسخے پھیل گئے تھے، اس لیے اس کی اصلاح نہ کر سکے"۔ حاشیہ نگاروں نے عربی اقتباسِ ابن حجر کا حوالہ زرقانی: جلد ۳ص ۱۱۱ کا دیا ہے اور ابن حجر کا حوالہ نہیں دیا۔ شاید اس لیے بھی یہ تلاش بسیار کا طالب تھا[۲]۔ شبلی کے بیان کی قبولیت توجیہ ابن حجر یا دمیاطی یہ ہے کہ پھیل جانے والے نسخے کی تصحیح کردیتے، جیسے کے ابن حجر، خود دمیاطی اور متعدد دوسرے ناقدین اہل سیر نے کی ہے۔ غلط روایات یا مخالف محدثین بیانات اہل سیر کا استدراک و نقد ایک مسلسل علمی روایت رہی ہے اور خود شبلی کا مقدمہ سیرت اس کی ایک عمدہ مثال ہے۔

قسطلانی کے حوالے سے شبلی نے صحیح بخاری کی ایک اہم ترین حدیث پر بحث کو بہ طور مثال پیش کیا ہے کہ "حضرت ابراہیم علیہ السلام تین دفعہ جھوٹ بولے تھے۔ امام رازی نے اس حدیث سے اس بنا پر انکار کیا کہ "اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جھوٹ بولنا لازم آتا ہے۔ اس لیے زیادہ آسان صورت یہ ہے کہ ہم حدیث کے کسی راوی کا جھوٹا ہونا مان لیں"۔ علامہ قسطلانی امام رازی کا یہ قول نقل کر کے لکھتے ہیں کہ "امام رازی کا قول بالکل ہیچ ہے، اس لیے کہ حدیث ثابت ہے اور اس میں محض کذب کی نسبت حضرت خلیل کی طرف نہیں ہے اور راوی کا تخطیہ کیوں کر ہوسکتا ہے، جب کہ حضرت ابراہیمؑ کا یہ قول موجود ہے "انی سقیم" اور "بل فعلہ کبیر ھم ھذا" اور "سارۃ اختی" کیوں کہ ان تینوں جملوں میں ظاہر لفظ قطعاً مراد نہیں"[۳]۔ یہ ایک عظیم الشان بحث ہے۔ زرقانی سے اس کا واسطہ یوں ہے کہ شبلی نے اس پر زرقانی کا نقد کیا ہے نہ حوالہ دیا ہے۔ بہ ہر حال وہ زرقانی کے اصل مصدر کا معاملہ ہے اور زرقانی اس سے بے خبر تھے اور نہ بے واسطہ۔ ان کے نقل و نقد کا معاملہ ذرا بعد کا ہے، پہلے قسطلانی کے تعاقب امام رازی سے بحث مختصر پیش ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے:

قال رسول اللہ ﷺ: لم یکذب ابراہیم علیہ السلام الا ثلاث کذبات۔[۴]

۲۔ ج۱، ص ۳۹۔ حاشیہ، ۲۔ اشاریہ سازوں نے قسطلانی کا ذکر کیا ہے اور نہ زرقانی کا۔

۳۔ ج۱، ص ۴۹، حاشیہ، ۱۔ قسطلانی جلد ۵ ص ۸۹ ۳ مطبع مصریہ بولاق۔ شبلی نے قسطلانی کی اصل عبارت بھی دی ہے اور اس کا ترجمہ بھی جو اوپر درج ہوا ہے۔ شبلی نے بہ ہر حال فن درایت اور محدثین کی بحث میں سند صحیح ہونے کے باوجود دوسرے شواہد و قرائن کی بنا پر اماما ن حدیث اسماعیل، ابن قیم وغیرہ متعدد روایات بخاری کو سقیم بتایا ہے۔

۴۔ بخاری: حدیث نمبر ۳۳۵۷

موخر الذکر میں دوسری سند بخاری سے حضرت صحابی موصوف سے یہی حدیث ذرا مختلف الفاظ کے ساتھ اور زیادہ تفصیل سے مروی ہے، جس میں قسطلانی کے بیان کردہ آیات قرآن وغیرہ ہیں، اور ان کذبات کی وجوہ بھی بیان کی گئی ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی شرح و توجیہ میں مختلف اماماں حدیث وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد ان تینوں امور پر کذبات/کذب کا اطلاق کرنے کی وہی تاویل کی ہے جو قسطلانی کی ہے۔ لیکن ابن حجرؒ کی بات زیادہ صریح ہے، وہ یہ ہے کہ سامع (سننے والا) تو انھیں جھوٹ (کذب) سمجھے گا لیکن وہ ان معاریض میں ہیں جن میں دو امور کا احتمال پایا جاتا ہے لہٰذا وہ کذبِ محض نہیں ہے۔ پھر آیات کریمہ کے معانی و مطالب اور مقاصد کا ذکر قرطبی اور ابن قتیبہ سے کیا ہے کہ "انی سقیم"[5] میں احتمال ہے کہ وہ مستقبل میں سقیم ہوں گے اور نووی کے بہ قول بعض کا خیال ہے کہ اس وقت ان کو بخار (حمی) آجایا کرتا تھا۔ لیکن یہ صحیح نہیں (بعید) ہے کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ نہ کذب ہوتا نہ تصریح، اور نہ ہی تعریض۔ بل فعلہ کبیر ھم[6] میں فعل ان شرطیہ سے متعلق ہے کہ اگر اصنام قوم بول سکتے تو ان کا کبیر بتاتا کہ اس نے کیا ہے۔ کسائی کا قول ہے کہ وہ "بل فعلہ" پر وقف کرتے تھے کہ وہ جس نے کیا ہے کیا ہے اور پھر "کبیر ھم" سے شروع کرتے، تاکہ مراد یہ لی جائے کہ ان کا بڑا موجود ہے، اس لیے اصنام سے پوچھو اگر وہ بول سکتے ہوں۔ اس میں تکلف کا عنصر مخفی نہیں ہے۔ بہ ہر حال اس ساری بحث میں آیات قرآنی میں وارد اقوال ابراہیمی کذبات نہیں ہیں، اور ان کے معانی و مراد دوسرے ہیں، اور کسائی کا قول بلا تکلف صحیح ہے[7]

متن سیرۃ النبی میں زرقانی

جدید امام سیرت شبلی نے تالیف سیرت کا جو علمی، سنجیدہ اور تحقیقی چلن اردو سیرت نگاری میں ڈالا وہ ان کے جانشینوں اور خوشہ چینوں کا بنیادی طریق تصنیف بن گیا۔ متاخرین و جدیدین نے سیرت نگاری کے فکر ساز اور رجحان انگیز طریق شبلی سے ہر چند آزاد ہونے کی کوشش کی، مگر کام یاب نہ ہو سکے۔ اصل

۵۔ الصافات: ۸۹

۶۔ الانبیاء: ۶۳

۷۔ بخاری/فتح الباری: ج ۶، ص ۴۶۹- ۴۷۳ وما بعد۔ کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ: و اتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً ... الخ نیز تفسیر ابن کثیر وغیرہ۔ احادیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف کذب کی نسبت بالتصریح ملتی ہے، لہٰذا امام رازی کا فیصلہ محکم ہے کہ کسی نبی مکرم سے کذب کا صدور کسی طرح ممکن نہیں۔

مصادر سیرت میں ابن اسحاق و ابن ہشام، واقدی و ابن سعد اور طبری وغیرہ کے اسی طرح پابند رہے، جس طرح مصادر حدیث میں بخاری و فتح الباری وغیرہ کے۔ متاخرین کے خاص الخاص مصدر زرقانی کو شبلی نے جس طرح بہ طور مصدر و ماخذ سیرت اور شرح و بسط کے لیے استعمال کیا، اسی طرح ان کے مقلدین نے بھی کیا۔ زرقانی کی روایات، مباحث اور تنقیدات و تشریحات کے اصل کردار و تصنیف ساز عطیہ کا اندازہ تو جدید نگارشات کے اصل سے تقابلی مطالعے سے ہی ہو سکتا ہے۔ شبلی و سلیمان کی سیرۃ النبی کے متون و حواشی میں اس زرق برق شرح مواہب کے چند گنے چنے جواہرات تو اس بحر ذخار کے قطرے ہیں جو ان کے پیچھے موجیں مار رہا ہے۔ شبلی کے مقلدین و خوشہ چین سیرت نگاروں میں زرقانی کے حوالے اور مباحث اصل مصدر سے زیادہ اکتسابات شبلی کے مظاہر و عطایا ہیں۔ بہ ہر حال اس مختصر تنقیدی مطالعے میں شبلی و سلیمان کی سیرۃ النبی میں زرقانی مباحث متون اور حواشی کا ایک تجزیہ پیش کیا جا رہا ہے، جو مصدر سے اخذ و قبول کا ایک قدری پیمانہ بھی ہے، اور طریقہ اکتساب و انتخاب بھی۔

حضرت حلیمہ سعدیہ کے گھر میں قیام نبوی کی مدت کے بارے میں شبلی نے ابن اسحاق کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ آپ وہاں چھ برس رہے، اور اسے ابن اسحاق کا وثوق بتایا ہے۔ اس کے حاشیہ۔ ا میں محشی دوم "ض" نے لکھا کہ "علامہ زرقانی نے اموی کا قول یہی بتایا ہے"۔ بلاشبہ اموی ابو محمد یحییٰ بن سعید بن ابان الاموی، م ۱۹۴/۸۰۹ کو بہ قول شبلی "ہشام بن عروہ اور ابن جریج سے تلمذ تھا۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ گو قلیل الروایت ہیں، لیکن ثقہ ہیں، صاحب کشف الظنون نے مصنفین مغازی میں ان کا نام بھی لیا ہے۔[۸] جدید محققین میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے سیرۃ ابن اسحاق کے محاکمہ ابن اسحاق میں اموی کو ابن اسحاق کا شاگرد اور ان کی کتاب سیرت کی ایک روایت کا جامع بتایا ہے۔ وہ ۱۱۴ھ/۷۳۲ء میں پیدا ہوئے تھے اور بغداد میں امام سیرت کے قیام، تدریس اور ترسیل کے زمانے میں ابن اسحاق کی سیرت کی اپنی روایت ان سے سماعت کر کے جمع کی تھی، فواد سزگین نے بھی یہی مختصر معلومات دی ہیں، اور ان سے قبل خاص کر اول الذکر جدید محقق گرامی کی تحقیق و تشریح ایک مستشرق یوحان فوک کے ایک رسالہ تحقیق پر مبنی ہے۔

یہ بھی قابل ذکر ہے کہ سیرۃ النبی / سیرت ابن اسحاق کے گمشدہ روایات / نسخوں میں سے دو کے ناقص حصے محقق گرامی نے شائع کیے ہیں اور ان میں سے ایک یونس بن بکیر، م ۱۹۹/۸۱۴ کا مرتب کردہ نسخہ سیرت ابن اسحاق ہے، جو انہوں نے اصل مصنف سیرت سے ان کے قیام کوفہ کے دوران ان

۸۔ ج ۱، ص ۱۲۳۔ حاشیہ مذکورہ بالا۔ ج ۱، ص ۲۳ مقدمہ سیرت میں بحث مآخذ شبلی

کی سماعت سے اخذ کیا تھا۔ شبلی گرامی نے اپنے مقدمہ سیرت میں تصریح کی ہے:

> ہشام بن عروہ اور ابن اسحاق کے شاگرد ہیں، فن روایت و حدیث میں ان کا متوسط درجہ ہے۔ اکثر محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔ علامہ ذہبی نے تذکرے میں ن کا نام بہ لقب صاحب المغازی لیا ہے۔ انھوں نے مغازی ابن اسحاق کا ذیل لکھا ہے۔[۹]

شبلی کا یہ تجزیہ یا تصریح کہ انھوں نے "مغازی ابن اسحاق کا ذیل لکھا" بھی قابل تصحیح ہے۔ اول تو وہ سیرت ابن اسحاق ہے، صرف مغازی نہیں جیسا کہ شبلی کا اصرار ہے۔ دوم وہ سیرت ابن اسحاق کی ایک روایت/ایڈیشن (Recnsion) ہے جیسی کہ ابن ہشام کی کتاب امام ابن اسحاق کے شاگرد دوراوی بکائی (زیاد بن عبداللہ بکائی، م ۱۸۳/۷۹۹) کی روایت و کتابت پر مبنی ہے۔ شبلی کا یہ بیان کہ ابن اسحاق کی "کتاب کو ابن ہشام نے زیادہ منقح اور اضافہ کر کے مرتب کیا جو سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے"، جزوی تصحیح کی محتاج ہے، کیوں کہ تحقیقات جدیدہ اور تقابلی مطالعات سیرت بتاتے ہیں کہ ابن ہشام نے اپنے مصدر کتاب کی تلخیص و تہذیب کی تھی اور بہت سے حصے ساقط کر دیے تھے۔ ان کے اضافات صرف ان کے اقوال و آرا اور تبصروں تک محدود ہیں، بقیہ اضافات ابن ہشام ابن اسحاق کی دوسری روایات کتاب سے ماخوذ ہیں مثلاً ازواج مطہرات کا باب یونس بن بکیر کی روایت سے ماخوذ ہے، جو اصلاً ابن اسحاق کا جزو کتاب تھا اور کسی وجہ سے روایت بکائی میں رہ گیا۔ مطبوعہ ناقص قطعاتِ ابن اسحاق سے موازنے سے اور بھی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ شبلی نے بکائی کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ "ابن اسحاق کے شاگرد اور ابن ہشام کے استاد تھے۔ ان دونوں بزرگوں کے واسط العقد یہی ہیں۔ سیرت کے عشق میں گھربار بیچ کر استاد کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے اور مدت تک سفر و حضر میں ان کے شریک رہے۔ محدثین کی بارگاہ میں گو ان کا اعزاز کم ہے لیکن کتاب السیرۃ کے سب سے معتبر راوی یہی سمجھے جاتے ہیں۔"[۱۰] جدید محققین میں سب سے معتبر راوی یونس بن بکیر ہیں، گو ان کی کتاب ناقص بھی ہے۔ بکائی البتہ کامل مصنف/راوی ابن اسحاق ضرور ہیں۔ اس ساری بحثِ مصادر کا مقصد یہ ہے کہ شبلی نے ابن اسحاق کے قول کو وثوق سے نقل کرنے کی بات کہی ہے اور اسے محشی دوم نے زرقانی بہ حوالہ اموی کر دیا۔

۹۔ ج ا، ص ۲۳ بہ حوالہ زرقانی مواہب، جلد ۳ صفحہ ۱۰۔ اشاریہ سازوں نے یہ حوالے نہیں دیا، بعض ایسے اور بھی حوالے ہیں جو اشاریہ سازوں کی نظر سے چوک گئے

۱۰۔ ج ا، ص ۲۳

اصل مطبوعہ سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق کا قول چھ برس کا نہیں ہے، بل کہ صرف دو برس کا ہے، جیسا کہ عبارت امام سے صاف واضح ہوتا ہے۔ چھ برس قیام نبوی کی روایت اصلاً امام واقدی کی ہے، اور وہ ان سے اور ان کے شاگردوں اور خوشہ چینوں سے بعد کی تمام کتب سیرت میں بار پاگئی۔ (۱۱)

حضرت خدیجہؓ سے نکاح نبوی

شبلی نے حضرت خدیجہ بنت خویلد اسدیؓ سے نکاح نبوی کے واقعات متن میں مختصراً بیان کرنے کے بعد حاشیے میں لکھا ہے کہ "... ابن ہشام، ابن سعد و طبری میں بہ اختلاف اجمال و تفصیل واثبات و نفی مذکور ہیں ... یک جا تمام حالات دیکھنے ہوں تو زرقانی: جلد اول ص ۲۳۲ سے ۲۳۶ تک دیکھنا چاہیے..." (۱۲)

مہاجرین حبشہ کی فہرست

مختلف اماماں سیرت و حدیث نے مختلف فہرستیں تیار کی ہیں اور ان میں شرکائے سعادت کے اسمائے گرامی اور تعداد کا فرق ملتا ہے۔ ان دونوں امور پر قدیم و متوسط سیرت نگاروں اور ناقدوں نے ایک دوسرے پر نقد کیا ہے اور ان کی غلطی یا تسامح اور فروگذاشت کی تصریح کی ہے۔ حاشیہ جامع میں واقدی کی ایک فروگذاشت کہ تعداد تو گیارہ بتائی اور اسما بارہ کے گنائے پر زرقانی علی المواھب ج اول ص ۳۱۴ کا نقد بیان کیا ہے اور واقدی کی اس فروگذاشت پر حافظ ابن حجر (۱۳) کی گرفت نقل کی ہے۔ اسی طرح بعض مہاجرین کی جگہ دوسرے مہاجرین کا ذکر و اختلاف بیان کرکے زرقانی: ج اول ۳۱۴ کا حوالہ دیا

۱۱۔ بحث کے لیے ملاحظہ ہوں: سیرت ابن اسحاق اور اس کے محاکے کے لیے: محمد حمید اللہ، سیرت ابن اسحاق، اردو ترجمہ نور الٰہی ایڈوکیٹ، نقوش رسول نمبر، لاہور ۱۱، ۱۹۸۵ء، ۸، ۳۹۴، بالخصوص ۳۸۸-۳۸۹

۱۲۔ ج ۱، ص ۱۳۳-۱۳۴: ۱۔ اشاریہ سازوں نے اس کا حوالہ نہیں دیا، حال آں کہ جدید قواعد کی رو سے اشاریہ میں حواشی کا حوالہ بھی ضروری ہے، مصادر سیرت نبوی ::۲، ص ۳۹۰ میں زرقانی کے صفحات ہیں: ۲۳۸-۲۴۵ اور اس میں قسطلانی کے متن میں وقفہ کرکے عنوان نکاح لگایا ہے اور تمام واقعات و معجزات بھی بیان کیے ہیں جن میں سفر شام کے معجزات وغیر کا ذکر ہے اور تجویز نکاح اور اعمام حضرات حمزہؓ و ابوطالب کی شرکت، مہر کی رقم اور خطبہ نکاح کی تفصیل کا حوالہ ہے

۱۳۔ فتح الباری: ج ۷، ص ۱۴۴

ہے۔ بلاشبہ یہ حاشیہ شبلی کا نہیں ہے، لیکن جامع گرامی نے ان ہی کی فہرست مہاجرین حبشہ کے ضمن میں اسے اضافہ کیا ہے۔ حسب معمول اشاریہ سازوں نے اس کا بھی حوالہ نہیں دیا۔ (۱۴)

قصہ الغرانیق العلیٰ

امام شبلی نے مختلف اماماں سیرت و حدیث کے حوالے سے مفصل و مدلل بیان کیا ہے اور اس قصے کو بے ہودہ اور ناقابل ذکر قرار دیا ہے، اور تصریح کی ہے کہ "اکثر کبار محدثین بیہقی، قاضی عیاض، علامہ عینی، حافظ منذری، علامہ نووی نے اس کو باطل اور موضوع لکھا ہے، لیکن افسوس یہ ہے کہ بہت سے محدثین نے اس روایت کو بہ سند نقل کیا ہے۔ ان میں طبری، ابن ابی حاتم، ابن المنذر، ابن مردویہ، ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ، ابومعشر شہرت عام رکھتے ہیں۔" اس کے حاشیہ ۵ میں دوسری کتب ائمہ و ناقدین کے علاوہ اولاً زرقانی بر مواہب لدنیہ (۱۵) کا حوالہ دیا ہے۔ دوسرے صفحے کے حاشیہ میں شبلی نے لکھا ہے: "دیکھو مواہب لدنیہ اور زرقانی واقعہ ہجرت حبشہ۔ (۱۶) نیز حواشی: ۲ اور ۴ جن میں زرقانی کے حوالے ہیں"۔ (۱۷)

مذکورہ بالا علماء و محدثین کے علاوہ حافظ ابن حجر پر بھی شبلی نے نقد زرقانی کے حوالے سے کیا ہے، جن کو اس روایت کی صحت پر اصرار ہے اور ان کا ایک اقتباس نقل کیا ہے جو زرقانی بر مواہب: ج۱، ص ۳۳۰ کے حوالے سے ہے؛ چوتھا حاشیہ جامع کا اضافہ ہے، لیکن وہ متن شبلی پر ہے، جس میں مصنف گرامی نے زرقانی کے حوالے سے یہ تصریح کی ہے کہ یہ ناپاک فقرے کسی شیطان نے آیات کریمہ سے خلط ملط کر دیے تھے، جیسا کہ ان کفار کا دستور تھا کہ وہ تلاوت قرآن کے وقت گڑبڑ مچاتے تھے۔

دوسری ہجرتِ حبشہ / ہجرتِ ابوبکر صدیقؓ

حضرت صدیق اکبرؓ کے قصد ہجرت اور اس پر عمل کے ضمن میں "مکہ معظمہ سے یمن کی سمت

۱۴۔ ج۱، ص ۶۷، حاشیہ ۳۔ مصادر سیرت نبوی: ج ۲، ص ۳۹۱ بہ حوالہ زرقانی: ج۱، ص ۳۲۵-۳۲۸۔ امام زرقانی نے اس باب میں تمام روایات جمع کی ہیں

۱۵۔ ج۱، ص ۳۲۶ و بعد

۱۶۔ ج۱، ص ۳۲۶ و بعد

۱۷۔ ج۱، ص ۱۷۱-۱۷۲ حاشیہ مذکورہ، اشاریہ جلد اول میں اس کا حوالہ نہیں ہے۔ مصادر سیرت نبوی: ج ۲، ص ۳۹۲ بہ حوالہ زرقانی: ص ۳۳۵-۳۴۵، خاک سار کا تبصرہ ہے: غرانیق کی روایات پر کلام اور مباحثہ بہت عمدہ ہے اور وہی آخری نکتہ ہے۔ اس میں بعض علما پر سخت تنقید بھی کی ہے۔"

پانچ دن کی راہ" پر واقع مقام برک الغماد تک ان کے پہنچے اور وہاں رئیس القارہ ابن الدغنہ سے ملاقات ہونے اور ان کی ہجرت کا سن کر ان کو اپنی جوار میں لانے کا واقعہ مع دوسری تفصیلات کے شبلی نے بیان کیا ہے۔ اور برک الغماد پر حاشیہ ۲ لگا کر زرقانی بر مواہب: ج ۱، ص ۳۴۴، ذکر ہجرت ثانیہ حبش کا حوالہ دیا ہے۔ وہ پورا واقعہ زرقانی میں بھی ہے اور دوسرے مصادر سیرت و حدیث میں بھی خاص کر صحیح بخاری باب ہجرت مدینہ میں اور اس کو ہی خاص مصدر معلومات بنایا ہے۔ زرقانی نے متعدد مصادر سے اسی کو نقل کیا ہے۔ زرقانی نے ابن الدغنہ کے نام کی تعیین اور کنیت کی توجیہ اور مقامات کی تشخیص وغیرہ کے علاوہ کافی تفصیلات اس باب میں فراہم کی ہیں۔ (۱۸)

صحیفہ مقاطعہ کی وجوہ

اس پر مختلف مصادر حدیث و سیرت نے قریشی اکابر کے مطالبات بیان کیے ہیں اور ان میں اہم ترین مطالبہ یہ تھا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے شیخ ابوطالب بن عبدالمطلب ہاشمی رسول اکرم ﷺ کی حمایت و حفاظت سے باز ہی نہ آجائیں بل کہ ان کو قریشی معاندین کے حوالے کردیں۔ شبلی نے متن میں معاہدے کی شرائط کا ذکر کرکے لکھا ہے کہ ان کی ناکہ بندی اس وقت تک جاری رہے گی "جب تک وہ محمد ﷺ کو قتل کے لیے حوالے نہ کردیں"۔ شبلی کا حوالہ مصادر طبری ابن سعد (قوسین میں اضافہ محشی دوم کے مطابق ابن ہشام) کو شامل ہے کہ انھوں نے تفصیل سے کیا ہے لیکن یہ الفاظ کہ وہ محمد ﷺ کو قتل کے لیے حوالہ کردیں صرف مواہب لدنیہ میں مذکور ہیں۔ (۱۹)

سنہ وفات خدیجہ و ابوطالب کا نام عام الحزن

شبلی کا بیان ہے کہ "خود آں حضرت ﷺ اس سال کو عام الحزن (سال غم) فرمایا کرتے تھے"۔ اور اس کے حاشیہ میں زرقانی بر مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۳۴۴ کا حوالہ دیا ہے۔ (۲۰)

نبوی سفر طائف کے واقعات کو شبلی نے بیان کرکے حاشیے میں حوالے دیے ہیں: "یہ پوری

۱۸۔ ج ۱، ص ۳-۱۷۴۔ حاشیہ مذکورہ بالا۔ مصادر سیرت نبوی: ج ۲، ص ۳۹۲ بہ حوالہ زرقانی: ج ۱، ص ۲۵۰ ومابعد۔ غالباً شبلی نے برک الغماد کی جغرافیائی تعیین کے لیے حوالہ درج کردیا ہے۔

۱۹۔ ج ۱، ص ۱۷۷۔ حاشیہ ۲۔ مصادر سیرت نبوی: ۲، ص ۲۹۲ مذکورہ بالا نیز ۵-۳۴۵-۳۵۰

۲۰۔ ج ۱، ص ۱۷۷۔ حاشیہ مذکورہ بالا۔ مصادر سیرت نبوی: ۲، ص ۳۹۲ بہ حوالہ ۳۵۰ ومابعد

تفصیل مواہب لدنیہ بہ حوالہ موسیٰ بن عقبہ۔[۲۱] اور طبری وابن ہشام میں ہے۔''[۲۲]

جوار مطعم بن عدی نوفلی کا اہم واقعہ سیرت سفر طائف سے واپسی پر بیان کیا ہے اور حاشیہ ۲ میں لکھا ہے: ''ابن سعد: ج۱، ص ۱۴۲، کسی قدر تفصیل مواہب لدنیہ سے اضافہ کی گئی ہے جو ابن اسحاق کی روایت ہے، تعجب ہے کہ ابن ہشام نے یہ حالات قلم انداز کیے ہیں''۔[۲۳]

وفات مطعم بن عدی پر مرثیہ حسانؓ

شبلی نے جوار مطعم بن عدی سے متصل لکھا ہے کہ ''مطعم نے کفر کی حالت میں غزوہ بدر سے پہلے وفات کی۔ حضرت حسانؓ جو دربار رسالت کے شاعر تھے، انھوں نے مرثیہ لکھا۔ زرقانی نے یہ مرثیہ بدر میں نقل کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس میں کچھ مضائقہ نہیں، مطعم کا یہ کام بے شبہ مدح کا مستحق تھا، لیکن آج کل کے مسلمان حضرت حسانؓ اور زرقانی سے زیادہ شیفتہ اسلام ہیں، اس لیے معلوم نہیں حضرت حسانؓ کا یہ فعل آج بھی پسند کیا جا سکتا ہے یا نہیں''۔[۲۴]

مشرکین کی تعذیب نبوی

قبائل عرب کے دورہ نبوی کے بیان میں شبلی نے رسول اکرم ﷺ پر قریشی معاندین کے ظلم و ستم کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور حواشی میں کتب حدیث میں صحیحین کے مختلف ابواب کا حوالہ دے کر زرقانی: ج۱، ص ۲۹۴ کا بھی ذکر کیا ہے۔[۲۵]

انصار کے اسلام کی ابتدا

۱۰ نبوی کے عنوان کے تحت شبلی نے چھ خزرجی بزرگوں کے اسلام لانے کا واقعہ بیان کیا ہے، اور

۲۱۔ ج:۱ص ۳۴۵

۲۲۔ ج۱، ص ۱۷۸۔ حاشیہ مذکورہ بالا۔ مصادر سیرت نبوی: ج ۲، ص ۲۹۲ بہ حوالہ زرقانی: ج۱، ص ۳۵۷-۳۶۲ میں ہے اور اس میں اکابر قریش و بنی عبد مناف عتبہ و شیبہ فرزندان ربیعہ کے باغ میں پناہ لینے، ان کی انگوروں سے ضیافت کرنے اور حضرت عداس نصرانیؓ کے اسلام قبول کرنے تفصیلات بھی ہیں، لیکن شبلی نے آخر کا واقعہ اس حوالہ زرقانی/ مواہب لدنیہ سے پرے رکھا ہے

۲۳۔ ج۱، ص ۱۷۹۔ حاشیہ مذکورہ۔ مصادر سیرت نبوی: ۲، ص ۳۹۲ مذکورہ بالا

۲۴۔ ج۱، ص ۱۷۹۔ حاشیہ ۳۔ زرقانی: ج۱، ص ۵۱۶

۲۵۔ ج۱، ص ۱۸۲۔ حاشیہ مذکورہ بالا

اس کے مفصل حواشی میں بیعت عقبہ کی تعداد پر بحث کی ہے کہ اصلاً وہ صرف دو تھیں۔ بیعت عقبہ اولی ۱۱ نبوی اور بیعت عقبہ ثانیہ ۱۲ نبوی، اور اول الذکر کو جن لوگوں نے اولین بیعت قرار دے کر ان کی تعداد تین بتائی ہے اس پر نقد کیا ہے اور جامع گرامی نے بھی اس میں قابل قدر اضافے کیے ہیں اور زرقانی علی المواہب: ج اول، ص ۳۲۶ و ص ۳۶۷ کے حوالوں کے بعد حاشیہ ۲ میں تصریح شبلی ہے: ”یہ واقعات تمام تاریخوں میں مذکور ہیں، ہم نے زرقانی کو پیش نظر رکھا ہے، کیوں کہ اس نے تمام مختلف روایتیں جمع کردی ہیں“۔[۲۶]

ہجرت کے باب میں بہ طور پس منظر بعض قبائل کے اکابر سے ملاقات و معاہدات کے ضمن میں شبلی نے لکھا ہے کہ ”اسی طرح بنی ہمدان کے ایک شخص نے یہی خواہش کی تھی۔ بعد کو اس نے کہا کہ وہ اپنے قبیلے کو مطلع کرکے آئندہ سال آئے گا“۔ اور اس کے حاشیہ ۲ میں مستدرک حاکم کے علاوہ زرقانی علی المواہب: ج۱، ص ۳۵۹ کا حوالہ دیا ہے۔[۲۷]

غار ثور کی تعیین

ہجرت مدینہ کے باب میں رسول اکرم ﷺ اور یار غار حضرت ابوبکر صدیقؓ کے قیام کے ضمن میں شبلی نے غار کا محل وقوع بتایا ہے: ”دونوں صاحب پہلے جبل ثور کے غار میں جاکر پوشیدہ ہوئے۔ یہ غار آج بھی موجود ہے اور بوسہ گاہ خلائق ہے“۔[۲۸]

مدینے آمد پر خیر مقدم کے اشعار

اس بحث میں شبلی نے وفاء الوفاء کا حوالہ دے کر حاشیہ ۳ میں لکھا ہے کہ ”پہلے اشعار کے متعلق زرقانی[۲۹] ”ض“ میں نہایت محققانہ، محدثانہ بحث کی ہے اور ابن قیم کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ ثنیۃ الوداع شام کی طرف ہے نہ کہ مکے کی طرف۔ مواہب میں لکھا ہے کہ یہ اشعار حلوانی نے شیخین

۲۶۔ ج۱، ص ۱۸۷۔ حاشیہ مذکورہ بالا۔ مصادر سیرت نبوی: ج۲، ص ۳۹۲ بہ حوالہ صفحات: ۳۷۲-۳۸۳ جن میں شرکاء بیعت کے سوانح بیان کرنے کا بھی ذکر ہے

۲۷۔ ج۱، ص ۲۹۲ بہ حوالہ سابق

۲۸۔ ج۱، ص ۱۹۴، حاشیہ مذکورہ میں وضاحت ہے یہ غار مکہ سے تین میل داہنی جانب ہے، پہاڑ کی چوٹی قریباً ایک میل بلند ہے۔ سمندر یہاں سے دکھائی دیتا ہے۔ دیکھو زرقانی (ج۱، ص ۳۸۰) ”س“ نیز مصادر سیرت نبوی: ج۲، ص ۳۹۲-۳۹۳

۲۹۔ ج۱ ص ۴۱۶ تا ۴۱۸

کی شرط پر روایت کیے ہیں۔[30] ''ض'' مصادر سیرت نبوی: ج ۲، ص ۲۹۳۔ الوداع والے گیت پر ہجرت اور غزوہ تبوک کے حوالہ سے بحث، انصاری بچیوں کا گیت''۔ ثنیۃ کے جغرافیائی اشکال پر ابن قیم کا اعتراض اب بھی لاجواب ہے، صرف دو بار اشعار گانے کا امکان بتایا گیا ہے۔

حضرت ابوایوبؓ کے گھر قیام کا واقعہ

اصابہ اور زرقانی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ گھر میں موجود ایک پانی کا برتن ٹوٹ گیا تو حضرت ابوایوبؓ نے اس کو زیریں منزل پر جاکر رسول اکرم ﷺ کے لیے زحمت کا باعث بننے سے بچانے کے لیے واحد لحاف سے پانی جذب کیا۔ حاشیہ ا میں زرقانی بہ حوالہ قاضی ابویوسف و حاکم[31] ''ض'' وغیرہ بیان کیا ہے۔[32]

تعمیر مسجد نبوی وصفہ

یہ دونوں واقعات شبلی نے کافی تفصیل سے مختلف مآخذ سے نقل کیے ہیں۔ مسجد کی سادہ تعمیر اور مسجد کے ایک سرے پر ایک مسقف چبوترہ، جو صفہ کہلاتا تھا اور جوان لوگوں کے لیے تھا جو اسلام لائے تھے اور گھربار نہیں رکھتے تھے، ان کا ذکر زرقانی[33] کے حوالے سے حاشیے میں کیا ہے۔ شبلی نے آگے چل کر صفہ اور اصحاب صفہ سے زیادہ مفصل بحث کی ہے، اور ان کی ضیافت صحابہ و مہمان داری نبوی کا بڑا دلآویز ذکر زرقانی کے حوالے سے کیا ہے۔[34]

حضرت فاطمہؓ کی طلب کنیز پر صفہ والوں کی مہمان نوازی اور دیکھ بھال کا مزید حوالہ زرقانی[35] کا مزید حوالہ ہے۔ احوال اصحاب صفہ کے متعدد مآخذ کا ذکر کر کے اضافہ کیا ہے کہ زرقانی نے اور کتابوں سے

۳۰۔ ج ا، ص ۴۱۶

۳۱۔ ج ا، ص ۴۱۴۔ ۴۱۵

۳۲۔ ج ا، ص ۲۰۱ حاشیہ مذکورہ۔ مصادر سیرت نبوی: ۲، ص ۴۱۸۔ ۴۱۷۔ زرقانی کے اصل مصادر کی تلاش نہیں کی گئی

۳۳۔ ج ا، ص ۴۲۹ و ۴۳۰

۳۴۔ ج ا، ص ۲۰۲۔ حاشیہ ا۔ مصادر سیرت نبوی: ۲، ص ۳۹۳ میں مسجد کی تعمیر اور صفہ و اصحاب صفہ پر طویل بحث کا حوالہ ہے: ج ا، ص ۴۳۸۔ ۴۴۹۔ سیرۃ النبی: ج ا، ص ۲۰۹ - ۲۱۰، حاشیہ ۲۔ اس کے بعد بعض واقعات وتفصیلات کے لیے ترمذی کے ابواب کا حوالہ بھی دیا ہے ماقبل حاشیے میں ''ذکر اصحاب صفہ و مسجد نبوی''

۳۵۔ ج ا، ص ۷۴۴ دارالطباعۃ میریہ مصر، ذکر اصحاب صفہ

لے کر اضافہ کیا ہے (۳۶)"ض، میں نے یہ واقعات بخاری و مسلم کے علاوہ زرقانی کے حوالہ سے لکھے ہیں (۳۷) اذان کی ابتدا کی بحث میں شبلی نے مختلف مآخذ سے مواد لیا ہے اور حضرت عمرؓ کے شرف پر کافی بحث کی ہے کہ ان کی تجویز رویائے صادقہ کے مطابق تھی۔

دوسرے مآخذ کے ساتھ زرقانی (۳۸)"ض" کا بھی حوالہ ہے۔ (۳۹)

جہاد کی اجازت الٰہی

اس کی بحث میں شبلی کا بیان ہے کہ "مواہب لدنیہ اور زرقانی میں لکھا ہے کہ خدا نے ۱۲؍صفر ۲ ہجری میں جہاد کی اجازت دی اس کی سند میں امام زہری کا قول "نقل" کیا ہے: اول آیة نزلت فی الاذن بالقتال و اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا و ان اللہ علی نصر ھم لقدیر" اور اس کے حاشیۂ مذکورہ میں تصریح ہے۔ زرقانی: ج ا ص ۴۴۸ بہ حوالہ صحیح نسائی (علامہ محمد بن عبدالباقی نے اس روایت کو مرفوع بتایا ہے)"ض"۔(۴۰)

غزوہ بدر کے گوناگوں واقعات میں شبلی نے اہم ترین اصل مصادر حدیث و سیرت کے حوالے دیے ہیں اور بیشتر میں ان ہی سے مواد بھی لیا ہے لیکن بہت سے واقعات میں زرقانی کے حوالے بھی ہیں جیسے:

حضرت عبیدہ بن حارثؓ کی شیبہ بن ربیعہ کے ہاتھوں زخمی ہونے کے بعد شہادت کی حدیث نبوی پر حضرت عبیدہؓ کا تاثر نقل کیا ہے "آج ابوطالب زندہ ہوتے تو تسلیم کرتے کہ میں ہی ان کے اس شعر کا مستحق میں ہوں:

ونسلمه حتی نصرع حوله
ونذهل من ابنائنا والحلائل (۴۱)

۳۶۔ ج ا، ص ۴۲۹۔ ۴۳۲

۳۷۔ ج ۲، ص ۳۴۷۔ ۳۵۴

۳۸۔ ج ا، ص ۴۲۹۔ ۴۳۲

۳۹۔ ج ا، ص ۲۰۳۔ ۲۰۴، حاشیہ ماقبل صفحہ۔ مصادر سیرت نبوی: ج ۲، ص ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ متعدد مباحث ہیں ان میں مواخاۃ مدنی کی بحثِ زرقانی کافی مدلل و مفصل ہے مگر اس کا حوالہ شبلی نے نہیں دیا

۴۰۔ ج ا، ص ۲۲۱، حاشیہ مذکورہ بالا۔ مصادر سیرت نبوی: ج ۲، ص ۳۹۴ بہ حوالہ صفحات: ۴۶۲۔ ۴۷۰

۴۱۔ ج ا، ص ۳۳۱، حاشیہ ا"، زرقانی: ج ا ص ۴۸۴، ان واقعات میں روایتیں مختلف ہیں اور قریباً سب ہم مرتبہ ہیں اس لیے جو روایت اختیار کرلی جائے قابل الزام نہیں"۔ نیز مصادر سیرت نبوی: ج ۲، ص ۳۹۴ میں غزوہ بدر کے متعلق مباحث کی تفصیل بہت زیادہ اور سب سے مفصل ہے بہ حوالہ صفحات: ۴۸۹ ومابعد

قتل ابوجہل مخزومی

پر شبلی کا تجزیاتی حاشیہ ہے: ''زرقانی میں اس پر تفصیل سے بحث ہے اور روایتوں کے درمیان تطبیق کی صورت بھی مذکور ہے، دیکھو زرقانی: ج ۱ ص ۴۹۶ حض''(۴۲)

قتل ابوجہل میں حضرت ابن مسعودؓ کے کردار پر شبلی نے متن میں ایک پورا پیراگراف بہت خوب صورت لکھا ہے اور واضح کیا ہے کہ دونوں انصاری جاں بازوں نے اس کو سخت زخمی کرکے موت کے دہانے پر پہنچایا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کے انجام بد کی خبر لانے اور حقیقت جاننے کے لیے صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن مسعود ہذلیؓ کو بھیجا اور انھوں نے اسے قریب المرگ مگر زندہ پایا تو اس کی گردن کی ہڈی پر پاؤں رکھا اور بعد میں اس کو ختم کرکے اس کا سر کاٹ لائے۔ شبلی نے یہ پورا واقعہ زرقانی کے حوالے سے ہی لکھا ہے۔(۴۳)

غزوہ احد کے مفصل مبحث میں شبلی گرامی اور ان کے جامع ندوی نے متعدد واقعات کے ذکر میں زرقانی کا حوالہ دیا ہے:

مکی لشکر میں خاتونان قریش کی شرکت بہ قول شبلی جنگ میں ثابت قدمی اور جوش جنگ کا بڑا ذریعہ تھی۔ قریشی فوج میں متعدد خاتونان حرم کا ذکر تفصیل سے اور جدول کے ساتھ کیا ہے۔ اس کے حاشیے میں طبری اور زرقانی کے حوالے سے یہ تصریح کی ہے: ''طبری و زرقانی نے ان چھ خواتین کے سوا سلافہ

۴۲۔ ج ۱، ص ۲۳۲ حاشیہ ۱ میں صحیح بخاری سے ابوجہل کے قاتل صحابہ میں معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء کا ذکر خیر ہے اور اس کے بعد زرقانی کا حوالہ ہے۔ یہ دونوں حقیقی برادر تھے، شبلی نے دونوں بھائیوں میں سے ایک کی ولدیت کی نسبت باپ کی طرف کی ہے اور دوسرے کی ماں کی طرف، اس سے غلط فہمی ہوتی ہے۔ دونوں اپنی ماں حضرت عفراءؓ کی نسبت سے زیادہ معروف و مشہور تھے۔ جیسا کہ مصادر حدیث و سیرت کا اصرار ہے۔ کتابت کی غلطی سے دونوں کا نام معاذ ہے، جب کہ متن میں معوذ اور معاذ ہے۔ مصادر سیرت نبوی: ج ۲، ص ۳۹۴-۴۹۵ بہ حوالہ صفحات ج ۲، ص ۴۸۹-۵۴۶

۴۳۔ ج ۱، ص ۲۳۳-۲۳۴، حاشیہ ۱، زرقانی: ج ۱ ص ۴۹۶ بروایت ابن اسحاق و حاکم۔ شبلی کا یہ خیال کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرعون امت کی گردن پر پاؤں رکھنے کا کام اس تھپڑ کے انتقام میں کیا جو کبھی اس نے حضرت موصوف کو مارا تھا صحیح نہیں۔ یہ فرعون امت کی تذلیل دنیاوی کار الٰہی تھا کہ ایک بکری/مویشی چرانے والے نے ایک مغرور شیخ قریش کی گردن غرور توڑ دی اور پھر سر کاٹ لیا۔ دوسرے شبلی نے ابن اسحاق کا حوالہ کیوں نہیں دیا اور حاشیہ نویسوں نے زرقانی کے مصادر کی روایات کا حوالہ کیوں نہیں دیا۔

بنت سعد اور عمیرہ بنت علقمہ دور اور خاتونوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں خناس اور عمیرہ کے سوا باقی خواتین بعد کو مسلمان ہوگئیں۔ خناس اور عمیرہ کے اسلام کے متعلق کچھ معلوم نہیں (۴۴)"س"۔ اس حاشیہ میں اصل ماخذ زرقانی ہی لگتے ہیں کہ آخری بات کے لیے صرف ان کا ہی حوالہ دیا گیا ہے۔

نوخیز صحابہ کا مشورہ

زرقانی کے حوالے سے شبلی نے/جامع ندوی نے حاشیے میں نقل کیا ہے کہ ان نوخیز صحابہ نے جو جنگ بدر میں شرکت نہ کر سکے تھے میدان جنگ میں جاکر مقابلہ کرنے پر اصرار کیا تھا، اور آپ ﷺ نے ان کا اصرار قبول فرمالیا۔ آگے دوسری تفصیلات ہیں اور وہ بھی غالبًا اسی ماخذ سے ہیں۔ (۴۵)

حضرت رافع بن خدیجؓ کو غزوہ میں شرکت کی اجازت ان کی کم سنی کے باوجود ان کے قد آور بننے اور جوش جہاد دکھانے کی وجہ سے مل گئی تھی۔ یہ روایت شبلی نے حاشیہ ا کے مطابق طبری سے لی ہے، لیکن بعض دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رافعؓ کو اجازت مل جانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس نوجوانی ہی میں تیراندازی میں کمال رکھتے تھے۔ اس کے مآخذ میں شبلی نے ابن ہشام اور ابن کثیر کے علاوہ زرقانی: ج ۲، ص ۲۹۹ کا حوالہ دیا ہے۔ یہ حاشیہ جامع گرامی کا اضافہ ہے۔

المیہ بئر معونہ کے پس منظر میں شبلی نے کہا ہے کہ قبیلہ کلاب کے رئیس ابوبراء کلابی کی دعوت پر ستر قراء و دعاۃ آپ بھیجے تھے اور ان کی ضمانت قبول کی تھی۔ جامع نے حاشیے میں ان کے اسلام لانے سے متعلق اختلاف علما پر بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ "بعض روایات کی بنا پر ایک جماعت کا خیال ہے کہ اسلام لائے تھے" اور اس کے لیے زرقانی: ج ۳، ص ۸۶ کا حوالہ دیا ہے۔ (۴۶)

جماعتِ صحابہ میں حضرت کعب بن زیدؓ کے زندہ بچ جانے اور غزوہ خندق میں شہید ہونے کا حوالہ بھی جامع نے زرقانی سے دیا ہے اور حضرت مندر بن محمد عقبہ انصاریؓ کی شہادت اور حضرت عمرو بن امیہؓ کی اسیری اور بعد میں رہائی کا اگلے حاشیے میں ذکر زرقانی کے حوالے سے کیا ہے اور حضرت عمرو بن امیہؓ کے بنو عامر کے دو لوگوں کے قتل کرنے کی بات بھی ابن کثیر کے علاوہ زرقانی سے ہی کہی ہے۔ (۴۷)

۴۴۔ زرقانی علی المواہب
۴۵۔ ج ا، ص ۲۶۳، حاشیہ ۲ (زرقانی: ج ۲، ص ۲۵) "س" "نوخیز جوانوں کے علاوہ تجربہ کار اور معمر صحابہ بھی اصرار میں شامل تھے
۴۶۔ ج ا، ص ۲۷۶، حاشیہ ۳
۴۷۔ ج ا، ص ۲۷۷ حاشیہ ا-۳

شہادتِ حضرات عبداللہ بن طارقؓ وغیرہ اور اسلامِ حضرت ابوسروعہؓ جنھوں نے حضرت خبیب بن عدیؓ کو شہید کیا تھا، کے بارے میں دو حواشی جامع ندوی نے اضافہ کر کے زرقانی سے ہی معلومات نقل کی ہیں۔ اول حضرت عبداللہ بن طارقؓ کی شہادت کے بارے میں، دوسری روایتوں کے حوالے سے بتایا کہ وہ مکہ کے راستہ میں مرالظہران کے مقام پر شہید کیے گئے تھے اور دوسرے حضرت ابوسروعہؓ بن ثابت کے اسلام و شرف صحابیت سے سرفراز ہونے کا ذکر کیا ہے۔ (۴۸)

حضرت زیدؓ کی شہادت کا واقعہ اور صفوان بن امیہ کے غلام نسطاس کے ان کی گردن مارنے کا معاملہ بھی شبلی نے متن میں بیان کیا ہے اور حاشیہ ۳ میں جامع نے حضرت نسطاسؓ کے بعد میں قبول اسلام کا ذکر زرقانی: ج ۲ ص ۸۴ کے حوالے سے کیا ہے۔ (۴۹)

قتلِ کعب بن اشرف کے سلسلے میں شبلی نے اس کی نسبت بعض قیمتی معلومات متن میں بیان کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ واقعہ ہے کہ کعب بن اشرف اپنی دولت مندی کی وجہ سے یہودیان عرب کا رئیس بن گیا تھا، اور اس نے یہودی علماء اور پیشوایان مذہب کی تن خواہیں مقرر کیں۔ آں حضرت ﷺ کے مدینے آنے کے بعد اس نے ان علما کی تنخواہیں "اس وقت جاری کیں جب اس نے ان کی رائے آپ کے بارے میں معلوم کر لی اور ان کو اپنا ہم خیال بھی بنالیا"۔ اس کا حوالہ زرقانی سے دیا ہے۔ (۵۰)

اسی قتل کعب کے بارے میں صحابہ کرام کے کچھ باتیں کہنے کی بحث میں شبلی نے لکھا ہے کہ ان سے دھوکہ و فریب دینا یا جھوٹ بولنا مراد نہ تھا، صرف ترکیب و تدبیر جنگی کی بات تھی۔ جامع نے حاشیہ ۱ میں صحیح بخاری سے قبل زرقانی: ج ۲، ص ۱۳ کا حوالہ ثبت کیا ہے۔ (۵۱)

غزوہ بنی النضیر میں اکابر یہود قبیلے سے دیت کی رقم کے مطالبے کے لیے آپ ﷺ ان کے علاقے میں گئے تو انھوں نے آپ کو قتل کرنے کی تدبیر کی۔ آپ کو اس ارادہ کا حال معلوم ہو گیا اور آپ فوراً مدینے واپس چلے آئے۔ اس کے حاشیہ میں شبلی نے لکھا ہے "یہ روایت ابن ہشام وغیر میں مذکورہ ہے۔ ج ۲ ص ۱۴۲۔ زرقانی نے موسیٰ بن عقبہ کی مغازی سے جو صحیح ترین مغازی ہے یہ عبارت نقل کی ہے:

۴۸۔ ج ۱، ص ۲۷۷، ۲۷۸، حاشیہ ۱-۲ بہ حوالہ زرقانی: ج ۲، ص ۷۸

۴۹۔ ج ۱، ص ۲۷۹، حاشیہ مذکورہ

۵۰۔ ج ۱، ص ۲۸۷۔ حاشیہ ۳ زرقانی: ج ۲ ص ۹ بہ حوالہ ابن اسحاق وغیرہ۔ شبلی نے واقعہ کے لیے قدیم مصادر پر زرقانی کے متاخر ماخذ کو ترجیح دی ہے۔

۵۱۔ ج ۱، ص ۲۸۹ حاشیہ مذکورہ

وکانوا قد دسوا الی قریش فی قتالہ ﷺ فحضوھم علی القتال ودلوہم علی العورۃ [۵۲]

غزوہ احزاب سے متعلق واقعات و حوادث کے بارے میں مصنف گرامی اور ان کے جامع کے اضافات زرقانی سے ملتے ہیں، جس کی تفصیلات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

احزاب کے دوسرے افسروں کے نام

متن میں شبلی نے بہ قول جامع لشکر احزاب کے مشہور قبائلی افسروں کے نام بیان کر دیے تھے۔ اس پر جامع نے مورخین کے عام حوالے سے دوسرے قبائل میں اشجع، بنو مرہ کے سرداروں کے نام اور ان کے قبول اسلام کا ذکر کیا ہے اور ابن سعد کے علاوہ زرقانی: ج ۲، ص ۱۲۱ کا خاص حوالہ دیا ہے [۵۳]

تحقیق احوال قریش و قریظہ

اس مقصد کے لیے رسول اکرم ﷺ نے مختلف صحابہ کرام کو بہ طور افسر خبر رساں بنا کر بھیجا تھا اور وہ ان کی خبریں لائے تھے۔ روایات مسلم و بخاری اور ابن ہشام میں ان کے اسماء گرامی پر اختلاف کا ذکر کر کے شبلی کے جامع نے حاشیے میں لکھا ہے: ''اس لیے محدثین میں ان دونوں ناموں کے واقعوں کی تطبیق میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن حجر اور زرقانی نے بہ دلائل یہ ثابت کیا ہے کہ محاصرین میں سے قریش کی تحقیق حال کے لیے حضرت حذیفہؓ اور بنو قریظہ کی تحقیق خبر کے لیے حضرت زبیرؓ گئے تھے۔ یہ تفصیل واقدی اور نسائی نے اپنی روایتوں میں کی ہے۔ فتح الباری: ج ۷، ص ۳۱۲ زرقانی: ج ۲ ص ۱۳۸) ''س'' [۵۴]

غزوہ خندق میں قضا نمازوں کی تعداد

متن میں شبلی نے لکھا ہے کہ چار نمازیں قضا ہوئیں، اور اس کے حاشیے میں تصریح کی ہے ''کہ اس امر میں محدثین میں سخت اختلاف ہے کہ چار نمازیں قضا ہوئیں یا ایک، اور چار قضا ہوئیں تو ایک ہی دن یا

۵۲۔ زرقانی: ج ۲ ص ۴۳، ج ۱، ص ۲۹۰۔ حاشیہ ۲۔ صفحات و جلد کی تصریح اضافہ سلیمانی ہے۔
۵۳۔ ج ۱، ص ۲۹۸۔ حاشیہ ۵
۵۴۔ ج ۱، ص ۳۰۲۔ حاشیہ ۱

کئی دن یا کئی دن کی ملا کر۔ زرقانی میں یہ بحث مفصل ہے"(۵۵)

حضرت صفیہؓ کی شجاعت

خندق کے حوالے سے شبلی نے یہ بیان کیا ہے کہ مستورات اسلام بنو قریظہ کی آبادی سے متّصل ایک قلعے میں پناہ گزیں تھیں اور ان کے ساتھ حضرت حسانؓ شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حفاظت کے لیے متعیّن کیے گئے تھے۔ ایک یہودی جمعیت نے اس قلعے پر حملہ کیا اور ایک یہودی تلاش موقع میں قریب پہنچ گیا۔ حضرت صفیہؓ نے حضرت حسانؓ سے کہا کہ اس کو جا کر قتل کر دو مگر وہ ایک بیماری کی وجہ سے جبن میں مبتلا ہو گئے تھے، لہٰذا معذرت کر دی۔ حضرت صفیہؓ نے بہ ہر حال اس کو خود قتل کر دیا۔ ان کے کار شجاعت سے یہودی حملہ آوروں کو خیال گزرا کہ قلعوں میں کچھ فوج متعیّن ہے لہٰذا وہ پسپا ہو گئے۔ (۵۶)

صلح حدیبیہ کے ایک واقعہ یا اس کے ایک جزو کے لیے زرقانی کا حوالہ دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ "قریش نے سہیل بن عمرو کو سفیر بنا کر بھیجا۔ وہ نہایت فصیح و بلیغ مقرر تھے چنان چہ لوگوں نے ان کو "خطیب قریش" کا خطاب دیا تھا۔ "شبلی کے اس متن کا حوالہ حاشیے میں ہے: زرقانی: جلد ۲ ص ۲۲۳"س"(۵۷)

غزوہ خیبر کے واقعہ کے پس منظر میں رئیس یہود خیبر اسیر بن رازم کے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عتیک خزرجیؓ کے قتل کے متعلق، جو آپ کے ایما سے ہوا تھا، کیوں کہ وہ آپ کے "دارالریاست" پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہا تھا، شبلی نے اسیر بن رازم کی حرکات و منصوبوں کا ذکر کیا ہے اور حاشیہ جامع میں زرقانی کا حوالہ ہے۔ (۵۸)

غزوہ خیبر میں خاص طور سے صرف جذبہ جہاد سے شرکت کرنے کی قید و تاکید نبوی کا ذکر شبلی نے متن و حاشیے میں کیا ہے اور حوالہ جامع زرقانی اور ابن سعد کا ہے۔ (۵۹)

۵۵۔ ج ا، ص ۳۰۴، حاشیہ مذکورہ

۵۶۔ ج ا، ص ۳۰۴-۳۰۵، حاشیہ ا بہ حوالہ طبرانی و بزار و ابویعلیٰ بہ سند۔ حضرت حسان جبن کی وجہ سے نہیں بڑھاپے کی کمزوری کی وجہ سے وہاں دوسرے بوڑھوں اور بچوں کے ساتھ موجود تھے۔ ان میں سے بعض کے نام بھی ملتے ہیں

۵۷۔ ج ا، ص ۳۲۳۔ حاشیہ مذکورہ بالا

۵۸۔ ج ا، ص ۳۳۹، حاشیہ ا "زرقانی علی المواہب: ج ۲ ص ۱۹۶ مصر

۵۹۔ ج ا، ص ۳۴۲، حاشیہ ۲ جو بہت متّصل ہے

وادی القریٰ کے معرکے میں شبلی نے لکھا ہے کہ یہود نے تیر اندازی کی اور وہ جنگ کے لیے تیار تھے، جیسا کہ امام بیہقی نے تصریح کی ہے اور اس کے حاشیے ۲ میں "زرقانی برموطا بہ حوالہ بیہقی باب الجہاد، ذکر الغلول (۶۰) "س" ہے۔ (۶۱)

عمرۃ القضا کے مختلف واقعات شبلی نے متن میں بیان کیے ہیں اور اس کے حاشیہ ۲ میں تصریح کی ہے کہ "اس واقعے کا بڑا حصہ صحیح بخاری (۶۲) سے ماخوذ ہے۔ بعض زائد تفصیلیں زرقانی سے لی گئی ہیں جو کتب حدیث کے حوالہ سے زرقانی نے نقل کی ہیں۔ (۶۳)

فتح مکہ کے بعض واقعات و روایات میں شبلی نے متن زرقانی سے لیا ہے اور اس کی تصریح حواشی میں کی ہے جیسے:

"بنو خزاعہ پر قریش کے حملہ کی خبر پاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکابر حرم کے سامنے تین شرطیں رکھیں کہ ان میں سے ایک قبول کرلیں:

۱۔ مقتول کی دیت ادا کریں۔

۲۔ قریش بنو بکر کی حمایت سے الگ ہوجائیں۔

۳۔ اعلان کردیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔

قریش نے تیسری شرط منظور کرکے اعلان کردیا۔ اس پر حاشیے میں شبلی نے لکھا ہے کہ "زرقانی (۶۴) نے یہ واقعہ مغازی ابن عائذ سے نقل کیا ہے۔ تعجب ہے کہ اور مورخین اور ارباب سیر ایسے ضروری واقعے کو قلم انداز کر گئے۔ (۶۵)

ابوسفیان اموی کی تجدید صلح حدیبیہ کا واقعہ شبلی نے متن میں بیان کیا ہے اور حاشیہ ۳ میں زرقانی کا حوالہ و حاشیہ سلیمانی ہے۔ (۶۶)

۶۰۔ ص ۳۱۳

۶۱۔ ج۱، ص ۳۵۷۔ حاشیہ شبلی کا ہے۔

۶۲۔ کتاب المغازی، باب عمرۃ القضا: ج۲، ص ۶۱۰

۶۳۔ ج۱، ص ۳۵۸۔ حاشیہ مذکورہ۔ جس واقعے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کی دختر حضرت امامہؓ کی تولیت سے متعلق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ و خالو کا رشتہ راجح بتایا۔

۶۴۔ ج۱، ص ۳۳۶

۶۵۔ ج۱، ص ۳۳۶

۶۶۔ ج۱، ص ۳۶۳-۳۶۴

طلقائے مکہ کی آزادی کا اعلان نبوی شبلی نے بہ طور واقعہ متن میں لکھا ہے اور حاشیہ ۱ میں زرقانی: ج۲، ص۳۹۱ کا حوالہ دیا ہے (۶۷)

عبداللہ بن خطل کی ایک لونڈی قریبہ نامی جو ہجو نبوی میں گیت گایا کرتی تھی کا واقعہ زرقانی اور ابن ہشام سے نقل کیا ہے (۶۸)

اطراف مکہ میں اصنام کدوں کی انہدامی کاروائی کی تفصیل متن میں بیان کرنے کے بعد حاشیہ ۴ میں تصریح کی ہے: "یہ تمام تفصیل زرقانی: ج۲، صفحہ ۴۰۰ میں ہے۔ (۶۹)

غزوات حنین واوطاس وطائف کے اولین پیرے میں جامع ندوی کو مصنف کی عبارت میں حنین کے محل وقوع کے بارے میں اغلاق نظر آیا تو اس کی وضاحت زرقانی کے حوالے سے کی کہ وہ "مکہ اور طائف کے درمیان عرب کے مشہور بازار ذوالمجاز کے پاس ہے جو عرفے سے تین میل ہے (۷۰)

قائد ہوازن حضرت مالک بن عوفؓ کے قبول اسلام بعد غزوہ طائف اور ان کے خلافت فاروقی میں کردار قادسیہ اور دمشق کے حاکم کے بہ طور ذکر جامع نے اپنے حاشیہ میں کیا ہے جب کہ شبلی کے متن میں ان کا صرف نام آیا ہے (۷۱)

حنین کے وہلہ ہزیمت میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ثابت قدم صحابہ کی ایک روایت زرقانی سے جامع نے اپنے مفصل ومدلل حاشیے میں یوں نقل کی ہے "بیہقی نے حارثہ بن نعمانؓ سے روایت کیا ہے کہ سو آدمی باقی رہ گئے تھے (۷۲)

مولفۃ القلوب کے عطایائے نبوی

اس کے ضمن میں اقرع بن حابس تمیمیؓ، عیینہ بن حصن فرازیؓ، مالک بن عوف نضریؓ کے فی کس سو

۶۷۔ ج۱، ص۳۶۹۔۳۷۰

۶۸۔ ج۱، ص۳۷۲ حاشیہ مفصل سابق صفحے سے

۶۹۔ ج۱، ص۳۷۵ حاشیہ مذکورہ

۷۰۔ ج۱، ص۳۷۷۔ جامع گرامی نے اسی طرح اس صفحے پر حاشیہ ۳ میں اوطاس کا محل وقوع فتح الباری اور زرقانی ذکر غزوہ ہوازن واوطاس بہ حوالہ ابن اسحاق بتایا ہے کہ وہ دیار ہوازن میں دوسری وادی کا نام ہے۔

۷۱۔ ج۱، ص۳۷۸۔ حاشیہ ۱

۷۲۔ زرقانی: ج۳ ص۲۲

اونٹ کے عطیے کے علاوہ دوسروں کے نصف عطیے اور سواروں اور پیادوں کے حصے کی بحث متن میں ہے اور اس کا حاشیہ جامع ابن سعد اور زرقانی کے حوالے سے ہے۔[۷۳]

غزوہ تبوک کے بعض واقعات و احوال و روایات میں مصنف سیرۃ النبی اور ان کے جامع محشی نے زرقانی کے کئی حوالے دیے ہیں۔ جیسے:

موسم گرما میں وقوع: ماہ رجب ارباب سیر کا متفقہ قول ہے جو ۹ر ہجری میں اکتوبر، نومبر میں پڑا تھا لیکن قرآن مجید میں غزوہ کا شدید گرمی میں ہونا مذکور ہے۔ عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے یہ غزوہ سفر طائف کے چھ ماہ بعد پیش آیا[۷۴]

شام کے نبطیوں کی خبر رسانی کہ رومیوں نے لشکر گراں جمع کر کے اقدام کا منصوبہ بنایا ہے اور حاشیہ ۲ میں مواہب لدنیہ[۷۵] کا حوالہ ہے ہے۔[۷۶]

حضرت عثمانؓ نے صحابہ میں سے غزوہ تبوک کے لیے دو سو اوقیہ چاندی اور دو سو اونٹ پیش کیے بہ حوالہ زرقانی حاشیہ ۳[۷۷]

یوحنا سردار ایلہ نے خدمت نبوی میں ایک سفید خچر نذر میں پیش کیا اور آپ ﷺ نے اس کو ردائے مبارک عنایت فرمائی[۷۸]

غزوہ تبوک سے واپسی پر خواتین اسلام کا گانا: طلع البدر علینا۔۔۔الخ بہ حوالہ زرقانی[۷۹] حاشیہ سلیمانی۔[۸۰]

مسجد ضرار کے بانی منافقین کو ابو عامر عیسائی کی قیصر روم سے فوجی امداد لا کر اسلامی ریاست تباہ کرنے کی روایت زرقانی بہ حوالہ ابن جریر۔

۷۳۔ ج ا، ص ۳۸۷ حاشیہ ا

۷۴۔ زرقانی: ج ۳ ص ۱۷ بہ حوالہ ابن حجر

۷۵۔ مع زرقانی: ج ۳، ص ۷۲

۷۶۔ ج ا، ص ۴۰۱ حاشیہ مذکورہ بالا

۷۷۔ ج ا، ص ۴۰۲

۷۸۔ ۷زرقانی بہ حوالہ ابن ابی شیبہ: ج ا، ص ۴۰۳

۷۹۔ ج ۳، ص ۹۲، حاشیہ ا

۸۰۔ ج ا، ص ۴۰۴

مسجد ضرار کی تباہی کی زیادہ تفصیل زرقانی علی المواہب: ج ۳، ص ۹۰، ۹۱ پر ہے"[۸۱]

حج حضرت ابوبکرؓ کا ذکر مفصل مسند احمد بن حنبل ج ۲، ص ۲۹۹ عام تفصیل زرقانی: ج ۳، ص ۱۰۲ وغیرہ میں موجود ہے"۔[۸۲]

جلد اول سیرۃ النبی کی آخری تجزیاتی بحث "غزوات پر دوبارہ نظر" بھی زرقانی کی تحقیقات وروایات اور حوالوں سے خالی نہیں رہی۔ اگرچہ وہ خاصے کم ہیں:

۱۔ قتل کے بعد مثلہ کرنا عرب جوش انتقام کی حرکت تھی بہ حوالہ زرقانی: ج ۲، ص ۵۴۔[۸۳]

۲۔ محشی دوم "ض" نے بعض سرایا اور بت خانوں کا حوالہ حاشیہ ۲ میں ابن سعد جزو مغازی کے حاشیے مصنف/جامع پر اضافہ محض ہیں۔

سیرت النبی جلد دوم کے بعض ابواب پورے کے پورے اور بعض بعض جزوی طور سے حضرت جامع کے اضافات ہیں، جیسا کہ ان کی تصریحات بتاتی ہیں۔ ان اضافات سلیمانی ہیں۔ حضرت جامع نے زرقانی کے جابہ جا حوالے دیے ہیں۔ بسا اوقات وہ بیانات وتحقیقات مصنف گرامی کے حوالے اور تائید میں بھی آئے ہیں۔ ان کا بیانی تجزیہ باب باب پیش کیا جاتا ہے، تاکہ مصنف وجامع دونوں سیرت نگاروں کے ہاں زرقانی بہ طور ایک اہم ماخذ بہ یک نظر دیکھے جاسکیں۔

اولین کامل اضافہ سلیمانی "اسلام کی امن کی زندگی" میں مذکورہ واقعات ومباحث اگرچہ سیرۃ النبی جلد اول کے مختلف مباحث میں گذر چکے ہیں جیسا کہ آخر میں تصریح جامع ہے، تاہم ایک جگہ زرقانی کا حوالہ آہی گیا ہے اور وہ غزوہ موتہ کے باعث یعنی سفیر نبوی حضرت حارث بن عمیرؓ کے شاہ غسان کے ہاتھوں قتل سے متعلق ہے۔[۸۴]

باب دوم "تبلیغ واشاعت اسلام"[۸۵] قلم شبلی سے ہے اور نسبتاً کثرت سے زرقانی کے حوالے رکھتا ہے:

۸۱۔ ج ۱، ص ۴۰۴

۸۲۔ ج ۱، ص ۴۰۵، حاشیہ ۳

۸۳۔ ج ۱، ص ۴۱۷: حضرت حمزۃ اور دیگر شہداء احد کے حوالے سے حاشیہ ۴

۸۴۔ ج ۱، ص ۷، حاشیہ ۳ زرقانی: باب غزوہ موتہ ج ۲ ص ۳۰۹

۸۵۔ ۹۔ ۲۷

۱- حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ شاعر و شیخ قبیلہ نے قرأت نبوی سن کر اسلام قبول کیا۔ (۸۶)

۲- یمن کا سب سے بڑا کثیر التعداد اور صاحب اثر خاندان "بہ قول مصنف گرامی حضرت خالد بن ولیدؓ کی دعوت اول پر مسلمان نہ ہوا لیکن دوسرے داعی اسلام حضرت علیؓ نے جب رسول پاک ﷺ کا نامہ مبارک پڑھ کر سنایا تو سارے کا سارا قبیلہ مسلمان تھا"۔ آپ ﷺ نے خبر سن کر دعا دی: السلام علی ھمدان"۔ یہ پورا واقعہ زرقانی کے حوالے سے ہے۔ (۸۷)

۳- اہل نجران کے نام نامہ نبوی بھیجا، جس میں تحریر تھا کہ اگر اسلام قبول نہ ہو تو اسلام کی سیاسی اطاعت قبول کرو اور جزیہ دو"۔ (۸۸)

۴- نجران کے نصاریٰ کے علاوہ ایک مشرک عرب قبیلہ عبدالمدان حضرت خالد بن ولیدؓ کی دعوت پر ۱۰ھجری میں اسلام لایا اور ان کی تعلیمات دی گئیں۔ (۸۹)

۵- بحرین میں اسلام کی اشاعت میں "حضرت منذر بن عائذ اور ان کی نامہ نبوی سنانے کی برکت سے اسلام پھیل گیا۔ قبیلہ عبدالقیس بھی مسلمان ہوا"۔ (۹۰) میں ابن شاہین سے جو روایت ہے وہ گو زرقانی کی روایت سے مختلف ہے، اور رئیس سفارت کے نام میں اختلاف تاہم اس قدر روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی سفارت چھٹی ہجری سے پہلے کی ہے۔

۶- بحرین کے چودہ نفری وفد نے خدمت میں بے تابانہ حاضری دی اور منذرؓ نے پاس ادب میں قیام گاہ پر جا کر کپڑے بدلے پھر حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ (۹۱)

۸۶۔ ج ۲، ص ۱۰، حاشیہ ۳ بہ حوالہ زرقانی: ج ۴ ص ۵۳ دار الطباعۃ مصر، ۱۲۹۱ھ

۸۷۔ ج ۲، ص ۲۲، حاشیہ ۱: زرقانی بہ سند صحیح از بیہقی الوفد الحادی العشر (وفد ہمدان ج ۴ ص ۴۱: حاشیہ نویسان گرامی نے دوسرے مآخذ کے حوالے بھی دیے ہیں اور ان کے بعد یا تسلسل بیانیہ میں مصنف کا تجزیہ روایات ہے اور اس پر تبصرہ بہت اہم ہے کہ "اس واقعہ کے متعلق اور بھی روایتیں ہیں لیکن وہ صحیح نہیں چناں چہ خود مواہب لدنیہ نے تسلیم کیا ہے کہ ان روایتوں کا یہ مفہوم ہے کہ ہمدان کے لوگوں نے حضرت علیؓ کے ڈر سے اسلام قبول کر لیا لیکن یہ راویوں کا حسن ظن ہے واقعہ نہیں" ایک روایت کے واقعاتی تضاد سے اس کا ضعف ظاہر کیا گیا ہے۔ نیز ج ۲، ص ۲۴ حاشیہ جامع ۵: زرقانی بہ حوالہ بیہقی: ج ۴، ص ۴۱۔

۸۸۔ ج ۲، ص ۲۴، حاشیہ مذکورہ از جامع: زرقانی بہ حوالہ بیہقی ج ۲ ص ۴۹: عربی عبارت نبوی کا اردو ترجمہ

۸۹۔ ج ۲، ص ۲۴، حاشیہ ۳، از جامع، زرقانی: ج ۳ ص ۱۱۶

۹۰۔ ج ۲، ص ۲۵، حاشیہ ۱ از مصنف۔ زرقانی بہ حوالہ کرمانی: ج ۴ ص ۱۷ "تذکرہ نافع عبدی (ص)

۹۱۔ ج ۲، ص ۲۵-۲۶، حاشیہ مذکورہ بالا از مصنف۔ زرقانی بہ روایت بیہقی بہ سند جید: ج ۴ ص ۱۸

وفود عرب کے اولین پیرے میں جامع گرامی نے مآخذ سیرت میں ان کے اختلاف تعداد سے بحث کی ہے اور ابن اسحاق (۱۵ وفود) ابن سعد (۷۱ وفود) دمیاطی مغلطائی، عراقی (مثل ابن سعد) شامی (۱۰۴ وفود) کے بعد لکھا ہے کہ ''حافظ ابن قیم اور قسطلانی نے نہایت تحقیق اور احتیاط کے ساتھ ان میں سے صرف ۳۴ وفود کی تفصیل کی ہے''[۹۲]، مصنف گرامی اور ان کے جامع نے بیشتر مقامات پر دوسرے مصادر کے علاوہ زاد المعاد کے بکثرت حوالے دیے ہیں، لیکن زرقانی کے کم تر ہیں جیسے:

۱- بنو فزارہ ''نہایت سرکش اور زور آور قبیلے نے رمضان ۹ر ہجری (تبوک کے بعد) اپنا وفد بھیجا اور اسلام قبول کیا''۔[۹۳]

۲- مسلم اور دیگر کتب صحاح میں عبد القیس کے صرف ایک وفد کا ذکر کیا ہے ''ابن مندہ و دولابی وغیرہ نے اس قبیلے کے ایک اور وفد کا ذکر کیا ہے، جس میں چالیس آدمی شریک تھے۔ اسی بنا پر علامہ قسطلانی نے اس قبیلے کے دو وفد قرار دیے ہیں۔[۹۴] پہلا تقریباً ۵ر ہجری میں دوسرا ۱۰ ہجری میں، حافظ ابن حجر نے کتاب المغازی میں بعینہ یہی تحقیق کی ہے''۔[۹۵]

۳- بنو عامر کے تین شیوخ میں عامر بن طفیل کی ملاقات نبوی، سازشی حرکت پناہ و بددعائے نبوی اور عامر کی ہلاکت اور بقیہ قبیلے کے اسلام سے بحث متن میں ہے اور کافی تفصیل سے اور اس کے حاشیہ ۳ میں مصنف گرامی کا بیان ہے: ''عام واقعات ابن اسحاق و زرقانی: ج ۴، ص ۱۲ تا ۱۴ اور سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۳۶۷ سے ماخوذ ہیں''[۹۶]

باب تاسیس حکومت الٰہی[۹۷] اضافہ سلیمانی ہے اور اس میں بعض مباحث کے مآخذ میں زرقانی کے حوالے ہیں جیسے:

کتاب یا عہدۂ انشا بردار صحابہ کرام میں ایک بڑی نام بہ نام اور فہرست ناموران ہے اور اس متن کی بحث کا حاشیہ سلیمان ۱ ہے، جس میں تصریح ہے کہ ''ان بزرگوں کے نام اور تفصیلی حالات زرقانی: ج ۳

۹۲۔ ج ۲، ص ۲۸

۹۳۔ ج ۲، ص ۴۰، حاشیہ ۲ زرقانی: ج ۲، ص ۵۹

۹۴۔ ارشاد الساری: ج ا ص ۱۶۹

۹۵۔ ج ۲، ص ۴۱، حاشیہ ۳ کی مذکورہ بالا عبارتِ مصنف ہے۔

۹۶۔ ج ۲، ص ۴۲ مذکورہ بالا حاشیہ

۹۷۔ ج ۲، ص ۴۳-۶۵

ص ۳۷۔۳ میں مذکور ہیں"۔ اسی طرح حکام وولاۃ کی جدول کے قبل متن میں حاشیہ ۲ کے مطابق زرقانی: ج ۳، ص ۴۳۳ و مابعد ماخذ ہیں۔ ان میں باذانؓ ابن ساسان، ان کے فرزند شہرؓ، خالد بن سعید بن العاصؓ۔ مہاجر بن امیہ مخزومیؓ وغیرہ پر مشتمل کبار صحابہ کی فہرست ہے۔

باب سال اخیر حجۃ الوداع الخ میں مصنف گرامی نے بعض مقامات پر زرقانی کے حوالے دیے ہیں اور جامع گرامی نے ان کی تشریح یا تائید کی ہے، جیسے:

۱- سورہ نصر کی تنزیل اور اس کے مقصود سے بحث پر متن میں شبلی نے مفصل لکھا ہے، اور حاشیے میں جامع نے اس کی تنزیل کی دو تاریخوں سے متعلق بحث میں لکھا ہے کہ اول تاریخ فتح مکہ کے بعد اترنے کی ہے اور دوسری ۱۰ر ہجری میں ایام تشریق کی اور یہ دوسری روایت اصل میں بیہقی کی ہے اور ابن حجر اور زرقانی نے تصریح کی ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔[۹۸] اس لیے واحدی کی روایت صحیح ہے۔ یہ تشریح اضافہ سلیمانی ہے۔[۹۹]

۲- حجۃ الوداع کے ایک خطبہ میں آپ نے ربیعہ بن حارث ہاشمی کے شیر خوار فرزند ایاس کے قتل/خون کو ہدر فرمادیا تھا۔ اس کے حاشیہ میں دوسرے مصادر حدیث ابوداؤد و مسلم کے علاوہ زرقانی: جلد ۸ ص ۲۰۱ کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔[۱۰۰]

شمائل کے باب میں خاتم نبوت کی بحث میں اس کی حقیقت و شباہت پر بحث شبلی میں اضافہ سلیمانی ہے اور اس میں مہر نبوت کی روایات پر مباحثہ جامع ہے اور اس کے حاشیہ میں زرقانی کے حوالے سے ان کی تصریح خوب ہے: مشہور ہے کہ پشت پر جو خاتم نبوت تھی ۔۔۔ محدثین نے تصریح کردی ہے کہ ان میں سے بعض روایتیں باطل اور بعض بہت ہی ضعیف ہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: لم یثبت منہا شیئ[۱۰۱]

اکثر حالت گفت گو نگاہ آسمان کی طرف ہوتی تھی۔[۱۰۲]

۹۸۔ ج ۳، ص ۱۹۹

۹۹۔ ج ۲، ص ۱۱۶ حاشیہ ۱

۱۰۰۔ ج ۲، ص ۱۲۱ حاشیہ ۱

۱۰۱۔ زرقانی بر مواحب ج ۱، ص ۱۸۴۔ ج ۲، ص ۱۵۵، حاشیہ ۵ قول ابن حجرؒ کا حوالہ زرقانی سے معنی خیز ہے

۱۰۲۔ ج ۲، ص ۱۵۶ حاشیہ ۴: شرح الزرقانی: ج ۴ ص ۱۰۴ بہ حوالہ ابوداؤد

ہنسی میں مسوڑھوں کا دیدار "شبلی کا بیان ہے کہ "ابن القیم وغیرہ نے لکھا ہے کہ طرز ادا کا مبالغہ ہے ورنہ کبھی آپ ﷺ اس زور سے نہیں ہنسے کہ نواجذ نظر آئیں"۔ (۱۰۳)

خرید پاجامہ وغیرہ کے بارے میں شبلی نے امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ "آپ ﷺ نے منیٰ کے بازار میں پاجامہ خریدا تھا۔ حافظ ابن قیم نے لکھا ہے کہ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ استعمال بھی فرمایا تھا"۔ اسی طرح لکھا ہے کہ موزوں کی عادت نہ تھی، لیکن نجاشی نے جو سیاہ موزے بھیجے تھے آپ نے استعمال فرمائے۔ ان کے چرمی ہونے اور عمامہ کے شملہ کو لٹکانے کی سنت اور اس کے رنگ کا ذکر بھی شرح الزرقانی: ج۵، ص۵۲، ۵۳ کے حوالے سے ہے (۱۰۴)۔ شبلی کا یہ بیان کہ موزوں کی عادت نہ تھی خفین و جرابین کے ابواب کتب حدیث سے نہیں ثابت ہوتا۔ مدینے کی سردی اور اسفار میں آپ نے خوب استعمال فرمائے تھے اور ان پر مسح کیا تھا۔

نعلین، بچھونے اور چارپائی کے علاوہ انگوٹھی اور خود وزرہ کے استعمال پر خاص کر جنگ احد کے موقع پر دو زرہوں کا حوالہ بھی زرقانی سے دیا ہے (۱۰۵)

گوشت کو چھری سے نہ کاٹنے کی ہدایت آپ ﷺ نے اس لیے دی تھی کہ وہ اہل عجم کا شعار ہے، اس کو منکرات حدیث میں شمار کرکے شبلی نے حاشیے میں قسطلانی شرح بخاری: ج۸، ص۲۵۲ مصر کا حوالہ دیا ہے۔ (۱۰۶)

معمولات نبوی کے باب میں شبانہ روز کے معمولات بیان کرنے کے بعد شبلی نے حاشیہ میں وضاحت کی ہے کہ یہ پوری تفصیل شرح زرقانی: ج۵ ص۷۹، ۸۰ میں حدیث کی متعدد کتابوں کے حوالے سے مذکور ہے۔ (۱۰۷)

رات کی نمازوں کی سنت و معمول پر اضافہ سلیمانی ہے اور اس میں حاشیہ میں تصریح ملتی ہے کہ "اس بحث کو زرقانی نے شرح مواہب میں بہ تفصیل لکھا ہے: ج۷، ص۴۵۵۔ (۱۰۸)

۱۰۳۔ ج۲، ص۱۵۷ حاشیہ مذکورہ: "یہ بحث تفصیل سے شرح زرقانی: ج۴ ص۲۱۶ میں امام سیوطی کی نسبت سے بیان کی گئی ہے "ض"

۱۰۴۔ ج۲، ص۱۵۷

۱۰۵۔ ج۲، ص۱۵۸، حواشی ۳-۵۔ شرح الزرقانی: ج۵، ص۵۴، ۲۶، ص۵۰ اور ج۳ ص۵۳ ۱۴۳ اسی ترتیب سے

۱۰۶۔ ج۲، ص۱۶۰

۱۰۷۔ ج۲، ص۱۶۷، حاشیہ ۶

۱۰۸۔ ج۲، ص۱۹۸

حج نبوی کے بارے میں قیام مکہ کے دوران ابن اثیر کے حوالے سے لکھا ہے کہ قریش کے معمول کے مطابق آپ بھی ہر سال حج کرتے تھے۔ ترمذی میں ہے کہ آپ ﷺ نے دو حج کیے تھے اور ابن ماجہ، حاکم میں ہے کہ تین حج کیے تھے لیکن یہ سب روایتیں مرسل ہیں۔ اس کے حاشیہ ۴ میں تصریح کی ہے۔ زرقانی: ج ۸ ص ۱۶۴، [(۱۰۹)] شبلی کا یہ محاکمہ کہ سب روایتیں مرسل ہیں صحیح نہیں، متعدد احادیث بخاری، ترمذی اور صحاح کے علاوہ روایات سیرت مرفوع و متصل ہیں، محض ارسال وجہ رد نہیں بن سکتا۔

مہمان نوازی کی صفت نبوی کے بیان میں صحابہ و صحابیات کے مہمان خانوں کا ذکر خوب کیا ہے: ''رملہؓ ایک صحابیہ تھیں، ان کا گھر دار الضیوف تھا'' اور حاشیہ ۴ میں صراحت کی ہے۔ زرقانی: ج ۴ وفد بنی حنیفہ، ص ۲۲''[(۱۱۰)]

صحابہ کرام کے کام میں تعاون نبوی کا ایک نادر واقعہ شبلی نے ایک غزوہ یا سفر کے حوالے سے متن میں بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ کھانا پکانے کے مختلف کاموں کو تو صحابہ نے سنبھال لیا اور آپ نے چولھا جلانے کے لیے لکڑیاں جمع فرمائیں۔ اس کے حوالے میں تصریح حاشیے میں کی ہے۔ زرقانی: جلد ۴، ص ۳۰۶ بہ حوالہ سیرت محب طبری۔ یہ روایت کسی اور کتاب میں نہیں۔[(۱۱۱)]

خانہ نبوی میں معمولِ نبوی کی حدیث بخاری

کتاب الادب، باب مایکون الرجل فی مهنة اهله، پر بحث شبلی نے متن میں کی ہے اور اس کے حاشیے میں لکھا ہے۔ بخاری کی حدیث مجمل ہے، قاضی عیاض نے شفا ج: ۲ میں ۱۱۶ میں متعدد حدیثوں سے لے کر اور ٹکڑے بھی جمع کر دیے ہیں، زرقانی نے ج ۴، ص ۳۰۴ میں مسند و ابن سعد سے یہ روایت نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے۔[(۱۱۲)]

ایک اور سفر میں نعلین نبوی کے تسمہ ٹوٹ جانے پر آپ ﷺ نے اس کو درست کرنے کی کوشش کی تو ایک صحابی نے وہ کار خدمت انجام دینے کی پیش کش کی آپ نے فرمایا: ''یہ تشخص پسندی ہے جو مجھے محبوب نہیں ہے''۔ محب طبری کے واقعے بل کہ تبصرے نبوی کی طرح یہ بھی فرمان نبوی ہے، جو شبلی نے زرقانی

۱۰۹۔ ج ۲، ص ۲۰۴
۱۱۰۔ ج ۲، ص ۲۴۷ حاشیہ مذکورہ
۱۱۱۔ ج ۲، ص ۲۶۴ حاشیہ مذکورہ
۱۱۲۔ ج ۲، ص ۲۰۷ حاشیہ ا۔ اسی بحث میں حاشیہ ۶ میں زرقانی کا بہ حوالہ سیرت محب طبری دوبارہ حوالہ دیا ہے

بہ حوالہ کتاب تمثال النعل الشریف لابی الیمن بن عساکر سے اگلے صفحہ کے حاشیے ۱ میں نقل کیا ہے۔

دشمنان جان سے عفو در گذر کی بحث میں شبلی نے متن میں فرشتہ غیب کے عذاب الٰہی نازل کرنے کے جواب میں رحمت عالم کا جواب "شاید ان کی نسل سے کوئی خدا کا پرستار پیدا ہو" نقل کرکے حاشیہ ۴ میں حوالہ زرقانی دیا ہے: ج۱، ص۳۴۶ بہ روایت بخاری و مسلم۔[۱۱۳]

رحمت و محبت عام

رحمت و محبت عام کے واقعات و معاملات میں حدیث نبوی نقل کی ہے کہ آپ نے کسی پر بددعا کرنے کی درخواست پر فرمایا:

میں دنیا میں لعنت کے لیے نہیں آیا ہوں، رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اور اس کے حاشیہ ۳ میں زرقانی: ج۴ ص۲۸۹ کا حوالہ دیا ہے[۱۱۴]

نماز میں نواسی کو گود میں اٹھانے کی روایت و عمل نبوی پر "ابن القیم نے لکھا ہے کہ یہ عمل کثیر ہے، وہ خود سوار ہو جاتی ہوں گی اور منع نہ فرماتے ہوں گے" اور اس حاشیے میں محشی شبلی کی تصریح خوب ہے، یہ تاویل ابن القیم نے نہیں کی بل کہ خطابی نے کی ہے۔ دیکھیے ارشاد الساری قسطلانی: ج۱ص، ۵۴۷ "ض"[۱۱۵]، مسئلہ خطابی کی تاویل کا یا ابن القیم کے گریز کا نہیں، صحیح احادیث اور ان کی شروح میں اس عمل کثیر یا قلیل کا ہے۔ عمل کثیر کے قائلین کے نزدیک ابن قیم کی تاویل صحیح ہے۔

امہات المومنین کے باب میں زرقانی کے چند اہم حوالے ان کی تحقیق و جمع کے ہیں جیسے:

۱- وفاتِ حضرت سودہؓ کے باب میں حاشیہ ۱: زرقانی: ج۳، ص۲۶۲ میں بہ تفصیل مذکور ہے، طبقات ابن سعد میں صرف پہلی روایت ہے"[۱۱۶]

۲- اپنی وفات کے وقت حضرت حفصہؓ نے وصیت عمرؓ کی تجدید کی، کچھ جائداد وقف کی اور کچھ مال صدقہ میں دیا"۔[۱۱۷]

۱۱۳۔ ج۲، ص۳۰۰

۱۱۴۔ ۳۱۲

۱۱۵۔ ج۲، ص۳۱۹

۱۱۶۔ ج۲، ص۳۴۲

۱۱۷۔ ج۲، ص۲۸، حاشیہ ۴ زرقانی: ج۳، ص۲۸۴

۳- وفاتِ حضرت ام سلمہؓ کے بارے میں مختلف روایات واقدی، حربی، بخاری اور بن عبداللہ کی تصحیح وغیرہ کا حوالہ دو جگہ زرقانی: ج ۳، ص ۲۷۶ سے لیا ہے(۱۱۸)

۴- حضرت ام حبیبہؓ کے نکاح کے وقت و مقام و تاریخ وغیرہ سے بحث متن میں کر کے حاشیے میں تصریح بھی خاص کی ہے(۱۱۹)

ان کی وفات اور تدفین پر اختلاف روایت کی بحث حاشیہ ۲ میں اگلے صفحہ پر زرقانی: ج ۳ ص ۲۹۲ کے حوالے سے کی ہے(۱۲۰)

۵- حضرت میمونہؓ سے نکاح نبوی سے متعلق مختلف روایات پر محاکمہ شبلی نے زرقانی کے حوالے سے: "شرح زرقانی: ج ۳، ص ۲۹۹" سے کیا ہے کہ حضرت عباسؓ نے اس کی تحریک کی تھی اور اسی طرح ان کے مختلف سنینِ وفات میں ۵۱ھ کو زرقانی: ج ۳، ص ۴۰۲۔ سے ترجیح دی ہے۔(۱۲۱)

۶- حضرت صفیہؓ سے نکاح نبوی کی مفصل روایت، حضرت زینبؓ کے یہودیہ کہنے پر ناراضی اور سنہ وفات کا فیصلہ زرقانی کے حوالوں سے کیا ہے(۱۲۲)

اولادِ نبوی کے باب میں زرقانی سے چند اور حوالے ملتے ہیں

۱- اولاد نبوی کی تعداد پر روایات کے اختلات اور بحث سے محاکمہ زرقانی: ج ۳ ص ۲۳۱ سے فیصلہ کیا ہے۔(۱۲۳)

۲- حضرت زینبؓ کے سوانح، مقام و مرتبہ، ہجرت مدینہ کا ذکر زرقانی: ج ۳، ص ۲۲۳ سے کیا ہے۔(۱۲۴)

ان کے شوہر حضرت ابوالعاص عبشمی کے شریفانہ برتاؤ، نکاح جدید، مدت حیات اور وفات و تدفین وغیرہ کا ذکر زرقانی کے حوالے سے کیا ہے۔(۱۲۵) اور ان کی اولاد حضرت علی بن ابوالعاص اور امامہ

۱۱۸۔ ج ۲، ص ۳۳۰۔۳۳۱

۱۱۹۔ زرقانی: ج ۳، ص ۲۸۹، ج ۲، ص ۲۳۴

۱۲۰۔ ج ۲، ص ۳۳۵

۱۲۱۔ ج ۲، ص ۳۳۵

۱۲۲۔ ج ۲، ص ۳۳۶۔۳۳۷

۱۲۳۔ ج ۲، ص ۳۳۸

۱۲۴۔ ج ۲، ص ۳۳۹

۱۲۵۔ ج ۲، ص ۳۴۰

بنت ابوالعاص اوران کی اولاد کا ذکر بھی اسی ماخذ سے ہے (۱۲۶)

۳- حبش میں حضرت رقیہؓ و عثمانؓ کے فرزند عبداللہ، ان کی عمر و وفات کے علاوہ حضرت رقیہؓ کی وفات و سنہ کا ذکر زرقانی سے کیا ہے (۱۲۷)

۴- حضرت فاطمہ زہرا کی تاریخ و سنہ ولادت نبوت سے ایک سال قبل کا زرقانی: ج ۳ ص ۲۴۱ سے بتایا ہے (۱۲۸)

وفاتِ حضرت فاطمہ زہراؓ کے بارے میں اختلاف روایات سے بحث متن و زرقانی سے کی ہے کہ وفات کے وقت ان کی عمر ۲۹ سال تھی بتا کر اس روایت کو صحیح بتانے پر نقد درایتی کیا ہے کہ یہ تصحیح زرقانی صحیح نہیں، کیوں کہ اس صورت میں ان کی سنِ ولادت نبوت سے پانچ سال قبل ماننا پڑے گا۔ (۱۲۹)

۵- حضرت ابراہیمؑ کی ولادت، پرورش، رضاعت اور ان کی رضائی ماں وغیرہ کی بحث متن میں بخاری و قاضی عیاض سے کی ہے، لیکن حوالہ زرقانی: ج ۳، ص ۲۵۱ کا دیا ہے۔ (۱۳۰) اسی طرح ان کی وفات و تدفین کے واقعات خاص کر ان کی عمر و تاریخ وفات کے لیے زرقانی: ج ۳، ص ۵۳-۲۵۴ کا حوالہ دیا ہے۔ (۱۳۱)

جلد دوم سیرۃ کے آخری باب ازواج مطہرت کے ساتھ معاشرت (۱۳۲) میں زرقانی کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔

تنقیدی خاتمہ بحث

شبلی و سلیمان کی عظیم الشان سیرت النبی کی اولین دو جلدوں میں قسطلانی اور زرقانی کے جامع، باب بہ باب اور بحث پر بحث حوالوں کی موضوعاتی تحلیل میں مصنف گرامی اور ان کے جامع ندوی دونوں

۱۲۶۔ ج ۲، ص ۳۴۰، حاشیہ ۳- ج ۴ ص ج ۲، ص ۳۴۱ حاشیہ ۱۔ ۲

۱۲۷۔ ج ۲، ص ۳۴۲، حاشیہ ۱

۱۲۸۔ ج ۲، ص ۳۴۳، حاشیہ ۱

۱۲۹۔ ج ۲، ص ۳۴۵، حاشیہ ۴

۱۳۰۔ ج ۲، ص ۳۴۵، حاشیہ ۱

۱۳۱۔ ج ۲، ص ۳۴۶، حاشیہ ۲

۱۳۲۔ ج ۲، ص ۳۴۷-۳۵۴

کے انتخاب و استعمالِ "ماخذین" میں ہر قسم کی بحث و تبصرہ، حوالہ و سند اور نظر و نقد آتا رہا ہے۔ آخری جامع تنقیدی تجزیہ و بحث میں مناسب لگتا ہے کہ سیرۃ النبی میں ان دونوں امامان سیرت اور شارحین حدیث اور ماہرین علوم قرآنی کے مقام و کردار سے بحث کی جائے۔ مقدمہ سیرۃ میں مصنف گرامی نے قسطلانی کو متاخرین کا مرجع اور زرقانی کو سہیلی کی جامع و محقق ترین شرح سیرت دے کر ان پر نقد و کلام بھی کیا ہے۔ اس باب میں صرف یہ جزوی ترمیم کرنی ضروری ہے کہ قسطلانی کی بہ جائے زرقانی سب متاخرین کے ماخذ و مرجع ہیں، قسطلانی نہیں اور جس طرح صاحبِ مواہب لدنیہ "ہزاروں موضوع اور غلط روایتوں" کے جامع ہیں اسی طرح شرح مواہب لدنیہ کے جامع و محقق شارح بھی ہیں، اور یہ بھی اضافہ ضروری ہے کہ وہ اپنے امام کے ناقد بھی ہیں۔ نقد و نظر اور تصحیح روایات و واقعات کے اعتبار سے شبلی و سلیمان کے دو قسم کے رویے ملتے ہیں۔ ایک اصل و قدیم یا متقدمین کے مآخذ سیرت پر ان دونوں اماموں یا ان میں سے کسی ایک کے روایات و اخبارات سیرت اور احادیث ائمہ پر تنقیدات و تبصرے اور سیرۃ النبی کے مصنفین عالی مقام کے ان سے اتفاق و اختلاف، دوسرے مصادر اصلی اور ان کے ناقلین بہ شمول قسطلانی اور زرقانی پر شبلی گرامی اور ان کے جامع و شارح ندوی کے تبصرے اور تنقیدات بہ صورت اتفاق و اختلاف۔ ایک دل چسپ مثال نقد و نظر شبلی نے حافظ دمیاطی کی کتاب سیرت کے بارے میں یہ پیش کی ہے کہ حافظ دمیاطی کو اپنی کتاب میں اہل سیر کی روایات سے غلط اتفاق اور اہل حدیث کی صحیح احادیث سے صرف نظر یا اختلاف و مخالفت کا علم و احساس ہوجانے کے بعد اس کی تصحیح یا تنقید اس لیے نہ ہوسکی کہ وہ کتاب شائع و مقبول ہوگئی تھی۔ یہ توجیہ و تاویل لنگ ہے اور گم راہ کن بھی۔ دوسری کتاب صحیح لکھی جاسکتی تھی یا اغلاط کا استدراک جیسا کہ محققینِ سیرت و حدیث نے ہمیشہ کیا اور قسطلانی یا زرقانی اپنی کتابوں میں کرسکتے تھے لیکن نہیں کیا۔ مولانا شبلی نے اسی طرح بخاری کی حدیث متعلق بہ ثلاث کذباتِ ابراہیم علیہ السلام پر امام رازی کے نقد و تصحیح کو قسطلانی کے نظر ثبت حدیث اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف کذب کی عدم نسبت اور راوی کی صحت و ضبط کی بنا پر مسترد کردیا حال آں کہ امام رازی کا نقد و استدلال دونوں بالکل صحیح ہیں اور شبلی نے خود بھی اسی اصول کو جابہ جا سیرۃ النبی کے مباحث میں برتا ہے کہ کسی بھی نبی مکرم اور خاص کر سید المرسلین ﷺ کی طرف کسی غیر شان شایان قول و عمل کی نسبت ہی نہیں کی جاسکتی چہ جائے کہ اس کی صحت تسلیم کی جائے، جیسا کہ فترہ وحی کے زمانے میں پہاڑ کی چوٹی سے گرادینے کی حدیث بخاری پر بلاغات زہری کا نکتہ اٹھایا ہے۔ "قصۃ الغرنیق العلیٰ" پر نقد

وتبصرہ شبلی اور استدلال واستشہاد میں قسطلانی وزرقانی وغیرہ کے دلائل وتشریحات سے اتفاق ان تینوں نقاطِ نظر کا اجماعی عمل بن گیا ہے۔

نقد وتصحیح اور جرح وتعدیلِ روایات ورواۃ میں بسا اوقات شبلی اور ان کے جامع بھی زرقانی کے حوالہ سے دوسرے ائمہ ناقدین اور شارحین کا نقد نقل کرتے ہیں، جیسے متعدد مقامات پر حافظ ابن حجر عسقلانی کا نقدِ روایات واخبار آیا ہے یا کسی اور کا مگر حوالہ اخذ واستدلال شرح زرقانی ہے۔ یہ متاخر پر اعتماد اور اس کے حوالے سے نقل کی روایت ہے۔

جمعِ روایات واخبار سیرت

بنیادی طور سے متاخرین کا بالعموم اور شبلی وسلیمان کا بالخصوص میدان ومحور ہے جس میں وہ زرقانی کا حوالہ دیتے ہیں۔ دراصل شارحین وجامعین جیسے سہیلی ابن کثیر، قسطلانی، مغلطائی، زرقانی اور ابن حجر وغیرہ کا اپنے اپنے زمانے میں یہ وطیرہ بن تھا کہ وہ تمام متعلقہ روایات کا انبار عظیم لگادیتے تھے۔ شبلی نے اس جمعِ کثیر الجہات کے لیے ایک خوب صورت وجامع فقرہ بہ اختلافِ اجمال وتفصیل واثبات ونفی استعمال کیا اور دوسری جگہ اسی قسم کا ایک اور جملہ۔ سیرۃ النبی شبلی کے متون وحواشی سے ایسے جامع کامل ومانع طریق کا ایک سلسلہ حوالہ ملتا ہے، جیسے حضرت خدیجہؓ کے نکاح نبوی میں لکھا ہے، دوسرے مباحث بھی ہیں۔ دوسری ہجرت حبشہ بالخصوص ہجرتِ صدیق اکبرؓ کا واقعہ زرقانی سے اس لیے نقل کیا کہ وہ متعدد مصادر سے نہ صرف ماخوذ ہے بل کہ اس میں تشریحات وتحقیقات بھی ہیں۔ انصار مدینہ کے اسلام کے آغاز کی روایات شبلی نے صرف ان سے اس لیے بیان کیں کہ تمام مختلف روایتیں جمع کر دیں۔ غزوہ بدر کے واقعات میں بھی اسی وجہ سے زرقانی سے اخذ کیا، قتل ابوجہل مخزومی پر زرقانی کا حوالہ تفصیل کے علاوہ ان کی تطبیق دینے کی صورت سے بھی دیا ہے۔ غزوات احزاب وبنی قریظہ میں احزاب کے تمام افسروں، قریش وقریظہ کے احوال کی تحقیق کے عمال نبوی کی احادیث وروایات میں اختلاف وتصادم کے علاوہ نمازوں کی قضا اور ان کی تقدیر پر زرقانی کے مفصل دلائل کا ذکر کیا ہے۔ تفصیلات اور تمام روایات سے اضافات زرقانی خاص کر اہم ہیں۔ شبلی نے ایک دو مقامات پر مختلف مصادر کی ہم معنی روایات میں سے کسی ایک ماخذ کی روایت قبول کر لینے کی ایک اصولی تشریح وتوجیہ کی ہے کہ وہ سب ہم مرتبہ ہیں لہٰذا کسی کا اخذ وقبول قابل الزام نہیں ہے، اور اس میں زرقانی کی روایات کو ترجیح دے کر

انتخاب کا ایک نیا طریقہ بتایا ہے۔

تشریحات و تحقیقات کے لحاظ سے شبلی اور ان کے جامع نے اپنے استاد و مولف کے تتبع میں متعدد اسما اعلام اور اماکن وغیرہ کے بارے میں اسم و نسب، قبیلہ و علاقہ، جغرافیائی محل وقوع، تاریخ اہمیت، لفظی و لغوی تحقیق، اصطلاحی و فنی حیثیت و مرتبت وغیرہ کے حوالے سے بحثیں کی ہیں۔ مقامات میں شامل ہیں: برک الغماد، اجیاد غار ثور، ثنیۃ الوداع (یہ بحثِ زرقانی ناقص ہے)، مسجد نبوی/صفہ، اوطاس کا محل دیار ہوازن میں وغیرہ۔ اسماو اعلام میں ابن الدغنہ کے نام وکنیت وقبیلہ و حیثیت، ہجرت نبوی کے دوران مدینے آمد پر انصار کی خواتین اور بچیوں کے اشعار پر زرقانی کی محققانہ محدثانہ بحث۔

مہاجرین حبشہ کی فہرست واقدی پر ابن حجر کا نقد

شبلی نے تفصیل و شرح زرقانی پیش کر کے قدیم ماخذ پر قطع و برید کے لیے نقد کیا، جیسے جوار مطعم بن عدی پر ابن ہشام پر قلم انداز کرنے کا نقد حال آں کہ وہ ابن اسحاق کی روایت ہے۔ لیکن شبلی بھی بسا اوقات مباحث زرقانی میں کتربیونت کرتے ہیں، جیسے ابن الدغنہ کا اصل نام یہاں نہیں بیان کیا اور نہ ہی ان کے حاشیہ نویسان نے کیا، ایسی قطع و برید کی متعدد مثالیں مختلف مباحث سیرت میں آچکی ہیں۔

مختلف و گوناگوں مصادر ماٰخذ سے زرقانی نے جو روایات و احادیث اور تحقیقات و تشریحات وغیرہ کی ہیں ان کے حوالے بھی نقل کیے ہیں۔ ان کی خاص فنی اور تاریخی اہمیت یہ ہے کہ بسا اوقات محولہ مصادر و ماٰخذ عموماً دست یاب نہیں ہوتے یا وہ مفقود ہو چکے اور صرف ماٰخذ قدیم میں محفوظ ہیں جیسے موسیٰ بن عقبہ کی کتاب سیرت کی روایات جن کو شبلی اور دوسرے مولفین سیرت اور ناقدین فن صحیح ترین کتاب سیرت اور ابن اسحاق سے بلند تر امام مانتے ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ کے دوسرے حوالے ہیں، طائف کا سفر نبوی بہ حوالہ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ۔ دوسرے مکی واقعات و حوادث کے علاوہ شبلی مدنی دور کے واقعات و معاملات میں زرقانی کے ماٰخذ کے حوالے لاتے ہیں۔ ان میں مغازی اموی کے علاوہ دوسرے مفقود و نایاب مصادر شامل ہیں: مغازی ابن عائذ سے مختلف روایاتِ نادرہ نقل کی ہیں جیسے صلح حدیبیہ کی تیسری شرط توڑنے کا اعلان دوسرے ان حوالوں سے امام زرقانی کی صحت حوالہ و مرتبتِ نقل بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماٰخذ و مراجع کی تصریح کرتے ہیں اور شبلی ان سے مزید استناد لاتے ہیں۔

اصل و قدیم ترین ماخذ سیرت کی روایات پر اضافات زرقانی/مواہب سے شبلی نے کئی مقامات پر کیے اور خاص ان کی تصریح کی مثلاً مطعم بن عدی کی جوار نبوی کی تفصیل مواہب سے کی۔ متعدد کم معروف یا غیر سیرتی ماخذ میں ابن ابی شیبہ کے حوالے سے زرقانی کے بیانات و روایات ہیں اور ان میں بعض دوسرے بھی شامل ہیں، جیسے ابن شاہین/تذکرہ نافع عبدی، واحدی اسباب، النزول۔ قدیم تر اور محکم تر ماخذ میں زرقانی بہ حوالہ ابویوسف و حاکم (خانہ ابوایوب میں برتن و لحاف کا واقعہ)، بہ حوالہ نسائی (اولین آیت قتال)، قبیلہ ہمدان کا وفد و سریہ بہ حوالہ بیہقی وہ بیہقی وغیرہ کے لیے حوالہ دیتے وقت ان کی سند جید کا اضافہ بھی بسا اوقات استناد و اعتبار بڑھانے کے لیے کرتے ہیں جیسے بحرین کے وفد کی آمد بہ حوالہ بیہقی بہ سند جید اہل نجران کے نام مکتوب نبوی بہ حوالہ بیہقی، اسلام اہل بحرین بہ حوالہ کرمانی، غزوہ وادی القریٰ میں زرقانی بر موطا بہ حوالہ بیہقی باب الجہاد سے ان کے یہود کی جنگ جوئی ذکر کیا ہے۔ عمرۃ القضا میں زرقانی سے زائد تفصیلات بہ حوالہ متعدد کتب حدیث کا معاملہ بہت اہم ہے۔ ان میں بیہقی اور ابن حجر ان کے سب سے بڑے مراجع حدیث نظر آتے ہیں، بلاشبہ صحاح ستہ کے بعد۔

نادر و نئی معلومات کا جمع و نقل تمام مراجع اصلیہ اور ان کے عظیم و رجحان ساز مولفین کرام کا طریقہ نادری تھا اور جامعین و شارحین میں سہیلی، زرقانی، قسطلانی، سیوطی، مغلطائی، ابن حجر، ابن کثیر کے علاوہ شامی اور حلبی اور متعدد دوسرے شارحین و محققین نے اسے معراج فنی پر پہنچا دیا۔ شبلی نے سیرۃ النبی کے بعض مباحث میں زرقانی کے حوالے سے خاص کر یہ تصریح کی ہے کہ یہ معلومات صرف قسطلانی/زرقانی کی روایات و اخبار میں اضافہ گراں مایہ ہیں جیسے صحیفہ مقاطعہ کے اکابر کا مطالبہ خاص تھا کہ وہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک وہ آپ کو قتل کے لیے حوالہ نہ کر دیں"۔ بہ قول شبلی یہ جملہ صرف مواہب لدنیہ میں ہے۔ غزوہ احد میں بعض دوسری خواتین قریش کی شمولیت اور ان کے اسلام کی بحث بھی زرقانی سے خاص ہے۔ ابوبراء کلابی (واقعہ بئر معونہ میں) اسلام و کردار کا ذکر و تفصیل، حضرت نسطاسؓ کے قبول اسلام کا ذکر زرقانی سے اور اسی طرح کعب بن اشرف یہودی کے وظائف علمائے یہود کا حوالہ زرقانی سے دیا ہے۔ اسی طرح زرقانی سے موسیٰ بن عقبہ کی روایت کا متن غزوہ بنی النضیر میں نقل کرکے آپ کے ان کی علاقے سے اچانک مراجعت کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ بنوالنضیر نے قریش کو قتال پر برانگیختہ ہی نہیں کیا بل کہ اہم مقامات کی نشان دہی بھی کی۔

مشہور روایات و احادیث کو صرف زرقانی/ مواہب کے حوالے سے نقل کرنے کا رجحان شاید جدید امام سیرت شبلی نے ڈالا اور دوسروں نے اس کو اختیار کر لیا، مثلاً سال وفات خدیجہ و ابوطالب کو عام الحزن قرار دینے کے لیے صرف زرقانی کا حوالہ دیا ہے حال آں کہ وہ قدیم ترین مآخذ اور مصادر سیرت و حدیث میں سے بعض میں ملتا ہے۔ ابن حجر کی فتح الباری کے متعدد مباحث اس کی بہ جائے زرقانی سے نقل کیے ہیں، جیسے خاتم نبوت کی روایات پر بحث۔ بخاری و مسلم کے علاوہ صحاح سے متعدد روایات وہ بہ حوالہ زرقانی لاتے ہیں۔ کتب حدیث میں وہ بیہقی ابوداؤد وغیرہ سے روایات و احادیث راست نقل کرنے کے بہ جائے زرقانی کے حوالے سے لاتے ہیں جیسے کلام کے وقت نگاہ نبوی کا آسمان کی طرف ہونا، خندہ میں نواجذ نہ کھلنے کا حوالہ اصل ماخذ سیوطی کی بہ جائے ان کے حوالے سے زرقانی سے دینا، معمولات نبوی میں عمامہ ولباس کے استعمال پر حوالے زرقانی کے مآخذ حدیث و سیرت کے ہیں۔

دست یاب مآخذ سیرت میں سے متعدد شبلی نے بہ حوالہ زرقانی روایات نقل کی ہیں، جیسے محب طبری کی سیرت کی بہ جائے زرقانی سے سفر/غزوہ میں صحابہ کے ساتھ آپ کا کام میں ہاتھ بٹانا۔ اس کے علاوہ عام مصادر سیرت و حدیث ابن اسحاق/ابن ہشام، واقدی/ابن سعد، طبری وغیرہ کی روایات واحادیث کو اصل مصادر کے بہ جائے بلا تکلف زرقانی کے حوالے سے نقل کر دیتے ہیں اور "بہ حوالہ فلاں" کی تصریح بھی کر دیتے ہیں۔ غالباً ان کے اس وقت پیش نظر صرف زرقانی تھے جن پر ان کو اعتماد کامل تھا۔

مشرقی علوم و فنون کے علما اور ماہرین نے اور ان سے زیادہ مولفین سیرت کے جدید ناقلین نے سہل انگاری کی بدنما راہ اپنائی ہے اور وہ ہے متاخر مصادرِ فن خاص کر جامع مولفین سیرت کے جدید ترین عبقری امام فن کی کتاب سیرت سے روایات و واقعات سیرت کا اخذ قبول کا رویہ قدیم سیرتی عبقریات، امامان فن اور مجتہدین و محققین علم نے تمام بنیادی مصادر و مآخذ سے اخذ و استفادہ کا ایک معیار کمال اور مثالی طریقہ نکالا تھا، ان کی روایت و مثال نے شارحین و جامعین سیرت کو اپنے تمام پیشرو و مصادر و امامان علوم اسلامی سے نقل و روایت کی ایک معیاری طریقت پر چلا دیا فن سیرت نویسی میں بہ قول امام ابن خلدون بلید ناقلوں کا عروج ہوا تو وہ ایک دو مصادر اصلی کے ساتھ متاخر جامع و شارح سے مواد لینے لگے متاخرین اور سیرت نگاروں کے اسی بلیدانہ و کوارانہ نقل نگار طبقہ نے امام زرقانی کی شرح المواہب الدنیہ کو اپنا بنیادی مصدر بنالیا کہ سب کچھ وہاں موجود ہے۔ جدید اردو سیرت نگاری میں زرقانی سب کے، چند بالغ نظر مولفین کے سوا، بنیادی مصدر و مرجع ہیں، اور کمالِ فن نقل یہ ہے کہ حوالہ زرقانی کے اصل مصادر کا دیتے ہیں۔ بلا شبہ امام زرقانی اور ان کی شرح مواہب اور ان کے واسطے سے قسطلانی اور ان کے

مواہب کے مباحث کا حوالہ جدید سیرت نگاری میں آنا کسی قدر ناگزیر ہے۔ اور اسی ''قدر مقدر'' کا ادراک جدید اردو امام سیرت شبلی اور ان کے جامع و شارح سلیمان کو خوب تھا اور ان دونوں اماموں نے اس کا عملی مظاہرہ کیا۔

سیرۃ النبی کی ان دونوں جلدوں میں جو سیرت نبوی سے راست تعلق وارتباط رکھتی ہیں، جدید امامین ہمامین نے روایات و مباحث میں زرقانی سے مثالی استفادہ کیا۔ مصنف سیرۃ النبی نے اپنے اصولی مقدمہ فن سیرت نگاری سے زیادہ اپنے متون و حواشی سیرت میں زرقانی عطایا کے اخذ واستفادے کے اصول و معیار بھی بتائے۔ اس تجزیاتی مقالے کے اصل مبحث میں زرقانی عطایا اور ترسیلات کے باب بہ باب اور مبحث پیش کش میں ان کا جامع جائزہ پیش کیا گیا۔ تنقیدی تجزیے اور خاتمہ بحث میں ان ہی کی بنیاد پر ان چند جہات وابعاد کا مثالوں اور حوالوں کے ساتھ سراغ لگایا گیا جو مولف امام اور ان کے جامع کے کام میں تھے۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ امام زرقانی اور ان کی قاموس سیرت شبلی و سلیمان کی سیرت نگاری کا ایک اہم ترین ماخذ ہے، اگرچہ اصل ماخذ قدیم ترین ہیں۔ شبلی کا کمالِ اخذ واکتساب روایات اور ان میں زرقانی کے مواہب کا کردار و عمل چند اصول و ضوابط پر مشتمل نظر آتا ہے۔ وہ بلاشبہ کورانہ نقل نہیں ہے۔ مولف سیرت اور ان کے جامع نے مواہب کی شرحِ زرقانی سے وہیں مواد لیا ہے، جہاں روایات دست یاب و نادر کا استقصا اور کامل جمع ملتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ نادر معلومات بھی زرقانی سے جمع کرتے اور ان کی ندرت کی تصریح بھی کرتے ہیں اور مفقود کتب اور ناپید تالیفات کی روایات بھی پیش کرکے مواد کو مالامال کرتے ہیں، ان کی تحقیقات وتشریحاتِ فنی وعلمی سے بہت سی گرہیں کھولتے ہیں، اور ان سب سے زیادہ وہ زرقانی کی تنقیدِ روایات و مباحث سے روایتی ودرایتی معیار بلند کرتے ہیں۔ شبلی اور ان کے جامع کے استعمال زرقانی میں بہ ہر حال ایک بشری قصور ضرور نظر آتا ہے کہ وہ ان کی کم زور، ناقابل اعتبار اور منکر روایات پر نقد و نظر سے کم کام لیتے ہیں۔ قسطلانی کی کتاب میں جو روایات ضعیفہ و منکرہ ہیں وہ زرقانی کی شرح میں بھی درآئی ہیں۔ نقد شبلی میں اس عدم توازن کا جھول ملتا ہے، اسی طرح وہ دست یاب مصادر حدیث و سیرت سے اصل روایات و مباحث لینے کی بہ جائے زرقانی پر انحصار کرتے ہیں۔ ان کے پاس وقت کی یا تحقیق کی کمی تھی تو ان کے حاشیہ نویسوں پر لازم تھا کہ وہ زرقانی کے ساتھ ان کے محوالہ مصادر کا حوالہ بھی دیتے کیوں کہ بسا اوقات متاخرین کے حوالے میں اصل روایت بدل جاتی ہے یا کھو جاتی ہے۔ اس کے باوجود زرقانی کے متاخرین مصدر سے استفادہ شبلی عالمانہ محققانہ اور معیاری ہے۔